# عصرِ حاضر میں علمِ تصوف اور صوفیانہ ادب

## (حفاظت، تطہیر اور ترویج کے تقاضے)

تحقیق و تصنیف

**ڈاکٹر محمود علی انجم**

(ایم اے، ایم ایس سی نفسیات، ایم سی ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی اقبالیات)

(بانی تھری آئی سائیکوتھراپی، اسلامک سائیکالوجسٹ، سپر چوالسٹ، صوفی سائیکوتھراپسٹ)

ریسرچ سکالر (اسلامیات، تصوف، اقبالیات، اردو، نفسیات و روحی علوم)

# عصرِ حاضر میں علمِ تصوف اور صوفیانہ ادب

## (حفاظت، تطہیر اور ترویج کے تقاضے)

تصوف میں غیر اسلامی نظریات کے فتنے انہی چور دروازوں سے داخل ہوئے جن سے تاریخ، حدیث، فقہ، تفسیر، ادب اور فلسفہ میں داخل ہوئے۔ باطل فرقوں (روافض، ملاحدہ، باطنیہ، تعلیمیہ، قرامطہ وغیرہ) سے منسلک سرکردہ افراد نے کتبِ تصوف اور ان کے تراجم میں من گھڑت احادیث، بزرگوں کے اقوال اور نظریات شامل کر دیئے۔ اس طرح غیر اسلامی تصوف، اسلامی تصوف کے ساتھ اس طرح مخلوط ہو گیا کہ اسلامی اور غیر اسلامی تصوف میں امتیاز کرنا عوام کے لیے ناممکن ہو گیا۔ اس مختصر سے تحقیقی مقالہ میں اس حوالے سے شواہد پیش کیے گئے اور عصرِ حاضر میں علمِ تصوف اور صوفیانہ ادب کی حفاظت، تطہیر اور ترویج کے تقاضے بیان کیے گئے ہیں۔

تحقیق وتصنیف

ڈاکٹر محمود علی انجم

(ایم اے، ایم ایس سی نفسیات، ایم سی ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی اقبالیات)
(بانی تھری آئی سائیکوتھراپی، اسلامک سائیکالوجسٹ، سپر چوالسٹ، صوفی سائیکوتھراپسٹ)
ریسرچ سکالر (اسلامیات، تصوف، اقبالیات، اردو، نفسیات وروحی علوم)
سابق پرنسپل ''چشتیہ کالج، فیصل آباد''
ایڈیٹر ''ماہنامہ نورِ ذات'' رجسٹرڈ، منظور شدہ
پروپرائٹر ''نورِ ذات پبلشرز''، لاہور

نورِ ذات پبلشرز، لاہور

Mobile & Whats App: 0321-6672557 Email: Anjum560@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جملہ حقوق بحق مصنفِ کتاب محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ عصرِ حاضر میں علمِ تصوف اور صوفیانہ ادب (حفاظت، تطہیر اور ترویج کے تقاضے)

تحقیق وتصنیف:۔ ڈاکٹر محمود علی انجم

(ایم اے، ایم ایس سی نفسیات، ایم سی ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی اقبالیات)

(بانی تھری آئی سائیکوتھراپی، اسلامک سائیکالوجسٹ، سپر چوالسٹ، صوفی سائیکوتھراپسٹ)

ریسرچ سکالر (اسلامیات، تصوف، اقبالیات، اردو، نفسیات و روحی علوم)

بانی وصدر (بزم فقرِ اقبال، بزم علم وعرفان، ایجوکیٹر اینڈ لرنرز ویلفیئر آرگنائزیشن)

نائب صدر بزمِ فکرِ اقبال، انٹرنیشنل

سابق پرنسپل ''چشتیہ کالج، فیصل آباد''

ایڈیٹر ''ماہنامہ نورِ ذات'' رجسٹرڈ، منظور شدہ

پروپرائٹر ''نورِ ذات پبلشرز''، لاہور

برائے مشورہ ورہنمائی:۔ فون نمبر / وٹس ایپ نمبر:۔ 0323-6672557 / 0321-6672557

ای میل:۔ Anjum560@gmail.com/Anjum560@outlook.com

کمپوزنگ:۔ محمد آصف مغل

طابع:۔ نورِ ذات پبلشرز

فون نمبر / وٹس ایپ نمبر:۔ 0323-6672557 / 0321-6672557

ای میل:۔ Anjum560@gmail.com/Anjum560@outlook.com

سنِ اشاعت:۔ مئی ۲۰۲۴ء

راقم الحروف نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ حتی المقدور تحقیقی وتنقیدی شعور سے کام لیتے ہوئے 'موضوعِ تحقیق' سے انصاف کیا جائے اور حقائق تک رسائی حاصل کر کے انھیں سند وحوالہ جات کے ساتھ ضبطِ تحریر میں لا کر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ تاہم، ہر انسانی کوشش کی طرح علمی وادبی کاموں میں بھی غلطی، کوتاہی اور نقص کا امکان رہتا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ انھیں اس کتاب میں کسی مقام پر کوئی کمی بیشی و غلطی نظر آئے تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں ان کی قیمتی آرا سے استفادہ کیا جا سکے۔

واللہ الموفق و ھو الھادی الی سواء السبیل۔ اللھم تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

# بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَآ اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرٰتِ فِی الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَیَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ وَیَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ وَیَادَافِعَ الْبَلِیَّاتِ وَیَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ یَآ اِلٰھِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ط○ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ط سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھاً وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَداً لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُواً اَحَدٌ ○ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ○ وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا ○ یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی ○ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ ○ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَدَدَ خَلْقِہٖ ○ اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَدَدَ خَلْقِہٖ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی ○ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ○ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ○ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ○ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط○

# کتاب دوستی

کامیاب زندگی گزارنے کے لیے زندگی کا مقصد اور اسے گزارنے کا طریقہ جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے بہترین مخلوق کا رُوپ عطا کرنے والے احد و واحد رب تعالیٰ نے انبیا و رُسل پر آسمانی کتابیں اور صحائف نازل فرمائے اور انھیں بطور معلم انسانوں کو تعلیم دینے اور ان کی تربیت کرنے کا فریضہ سرانجام دینے کی ذمہ داری تفویض فرمائی۔ کتاب ہر ایک معلم و متعلم کی بنیادی ضرورت ہے۔ ایک مسلمان تا حیات معلم اور متعلم کے طور پر زندگی بسر کرتا اور ہر وقت اپنی اور دوسروں کی اصلاح اور فلاح کے لیے مصروف بہ عمل رہتا ہے۔ حیات بخش اور حیات افروز علم و ادب پر مشتمل کتابیں ہر فرد کی ضرورت ہیں۔ ایسی تحقیقی، مستند کتابیں جو منشائے الٰہی کے مطابق دنیوی اور اُخروی فوز و فلاح کے حصول میں ممد و معاون ہوں، ان کا مطالعہ اور ان سے ملنے والی تعلیمات پر عمل کرنا از حد ضروری ہے۔

اپنے بارے میں، اپنے خالق و مالک کے بارے میں، اس کائنات کے بارے میں، اپنے محبوب حکما، علما، صوفیہ، ادبا اور شعرا کی نگارشات سے استفادہ کرنے کے لیے مطالعہ کی عادت اپنائیں۔

یہ کتاب اسی جذبے کے تحت آپ کو پڑھنے کے لیے پیش کی گئی ہے۔ اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لیے دیں۔

سُرورِ علم ہے کیفِ شراب سے بہتر کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

محترمی و مکرمی! ______________________

______________________

## عصرِ حاضر میں علمِ تصوف اور صوفیانہ ادب

(حفاظت، تطہیر اور ترویج کے تقاضے)

از طرف:۔ ______________________

تاریخ:۔ __________ دن:۔ __________

# اظہارِ تشکر

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝

اور اللہ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹ سے (اس حالت میں) باہر نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اس نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تا کہ تم شکر بجالاؤ۝

زیرِ نظر کتاب ''عصرِ حاضر میں علمِ تصوف اور صوفیانہ ادب (حفاظت، تطہیر اور ترویج کے تقاضے)'' کی تصنیف و تالیف کی سعادت حاصل ہونے پر میں ربِ قدیر اور اپنے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے حد وحساب شکر گزار ہوں۔ میں اپنے روحانی، علمی و ادبی محسنین اور کرم فرماؤں خصوصاً سلطان الفقرا قبلہ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، پیر و مرشد حضرت قبلہ فقیر عبد الحمید سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ، اپنے نہایت واجب الاحترام والد محترم حاجی محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ محترمہ کا شکر گزار ہوں جن کی تعلیمات، دعاؤں، توجہ اور شفقت کی بدولت اس کارِ سعادت کی توفیق عطا ہوئی۔ میرے کرم فرما اساتذہ پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان (پی ایچ ڈی اقبالیات)، پروفیسر ڈاکٹر محمد افضال انور (پی ایچ ڈی اردو)، پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان (پی ایچ ڈی اقبالیات)، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال (پی ایچ ڈی اقبالیات) اور پروفیسر ڈاکٹر مظفر علی کاشمیری (پی ایچ ڈی اقبالیات) کی مدد، رہنمائی اور دعاؤں کی بدولت مجھے یہ کارِ خیر سرانجام دینے کی توفیق حاصل ہوئی۔ میری بیوی (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹی (عروج فاطمہ)، داماد (اسد محمود)، بہو (فائزہ حامد) اور بیٹوں (حامد علی انجم اور احمد علی انجم) نے میرے حصے کی ذمہ داریاں سرانجام دے کر، ہر طرح سے میری ضروریات کا خیال رکھ کر مجھے ذہنی و قلبی فراغت کے لمحات حاصل کرنے میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ میں ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں اپنی اس علمی، ادبی و روحانی کاوش کو ان سے منسوب کرتا ہوں اور دل کی گہرائیوں سے ان کے لیے دعا گو ہوں۔

احقر العباد<br>
طالبِ دعا و منتظرِ آرا<br>
ڈاکٹر محمود علی انجم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ط

# انتساب

## سید المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام انبیا ورسل، امہات المؤمنین، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد پاک، پنجتن پاک، آئمہ مطہرین، معصومین، تمام صحابہ کرام وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، اولیائے امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام مشائخ عظام، علمائے کرام، تمام مومنین ومومنات، مسلمین ومسلمات، قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی ودیگر تمام سلاسلِ حق کے پیرانِ عظام واہلِ سلسلہ، ساتوں سلطان الفقراء خصوصاً حضرت پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قبلہ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ غریب النواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، مرشدِ من حضرت قبلہ فقیر عبد الحمید سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد غلام نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ، فرید العصر میاں علی محمد خاں چشتی نظامی فخری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد مسعود احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، سرکار میراں بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ گوہر عبد الغفار چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ، میاں غلام احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، میاں مقبول احمد رحمۃ اللہ علیہ اوران کے اہل و عیال، حضرت میاں علی شیر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں فریاد احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد افضال انور، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال، پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان، پروفیسر ڈاکٹر مظفر کاشمیری، پروفیسر ڈاکٹر محمد غلام معین الدین نظامی، ڈاکٹر محمد شفیق، ڈاکٹر محمد اصغر، پروفیسر سلیم صدیقی، استادِ محترم پروفیسر عبد اللہ بھٹی، بندہ عاجز اور اِس کی اہلیہ کے والدین (حاجی محمد یٰسین وبیگم یٰسین، میاں لطیف احمد وبیگم میاں لطیف احمد)، بندہ عاجز کی اہلیہ (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹی (عروج فاطمہ)، داماد (اسد محمود)، بہو (فائزہ حامد)، بیٹوں (حامد علی انجم، احمد علی انجم)، پوتے (محمد علی انجم)، پوتی (ماہ نور فاطمہ)، بہنوں (مسز یاسمین اختر، مسماۃ ناہید اختر)، برادران (میاں مقصود علی چشتی نصیری، میاں سجاد احمد قادری، میاں فیاض احمد، میاں شہباز احمد، میاں اعجاز احمد، میاں خرم یٰسین، میاں عاصم یٰسین، میاں ارشد محمود، میاں افتخار احمد، میاں ابرار احمد، میاں عمران احمد، میاں نسیم اختر) اوران کے اہل وعیال، مسٹر ومسز نصیر واہلِ خانہ، خالد محمود (پروپرائٹر: خالد بک ڈپو، لاہور)، کاشف حسین گوہر (پروپرائٹر: ہمدرد کتب خانہ)، الطاف حسین گوہر (پروپرائٹر: گوہر سنز پبلی کیشنز)، تمام مسلمان آباؤ اجداد، بہن بھائیوں، بیٹوں، بیٹیوں، دامادوں، بہوؤں، نسلِ نو، احباب، رفقا، اساتذہ، تلامذہ، ظاہری وباطنی بلاواسطہ وبالواسطہ محسنین، علمی نسبی، روحانی تعلق رکھنے والے تمام احباب، بندہ عاجز کے چاہنے والوں اوران سب کو جن سے بندہ عاجز کو محبت ہے، تاابدالآباد اس کا ثواب ایصال ہو۔ بندہ عاجز سے جانے انجانے کسی بھی صورت میں ایسے تمام افراد جن کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سرزد ہوئی انھیں بھی اس کارِ خیر کا ثواب ایصال ہواور ذاتِ باری تعالیٰ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اپنے فضل وکرم سے اسے بطور قضاو کفارہ شمار فرما کر اُن سب کی اور بندہ عاجز کی مغفرت فرمادے۔ (آمین)

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

اور وہ لوگ (بھی) جواُن (مہاجرین وانصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بہت شفقت فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے ○ الحشر [59:10]

# پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بندگی کے لیے پیدا فرمایا اور دین اسلام کو بندگی کی اساس اور میزان قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی رہنمائی کے لیے حضرت آدم علیہ السلام تا نبی کریم رؤف ورحیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورُسل مبعوث فرمائے اور آسمانی کتابیں نازل فرمائیں۔ تمام انبیاء ورُسل ان آسمانی کتابوں میں دی گئی ہدایت کے مطابق عمل کرتے اور انسانوں کو تعلیم دیتے رہے۔ نبی کریم رؤف و رحیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دین اسلام کی تکمیل ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے۔

اسلام کا پیغام کسی مخصوص زمانے، کسی مخصوص علاقے یا مخصوص لوگوں کی حد تک محدود نہیں۔ اسلام کا پیغام عالمگیر اور آفاقی ہے۔ دین اسلام کے مطابق زندگی کا سفر ہمیشہ جاری رہے گا۔ ہم سب اس دنیا میں آزمائے جانے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ اس دنیاوی زندگی کے مطابق آخروی زندگی کی راہیں متعین ہوں گی۔ دین اسلام میں جسم اور روح کے باہمی تعلق اور ان کے تقاضوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ عصرِ حاضر کا انسان اپنا مقصدِ حیات فراموش کر چکا ہے۔ وہ نہ صرف اللہ تعالیٰ سے دور ہے بلکہ وہ اپنے آپ سے بھی دور ہے۔ لادینی وملحدانہ فلسفۂ حیات کے تحت ہر کوئی اپنی بدنی، دنیاوی اور مادی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل کے لیے کوشاں ہے۔ زیادہ تر لوگ اس مادی طرزِ فکر کی وجہ سے اپنی روح کے تقاضے بھی فراموش کر چکے ہیں۔ وہ روح کے قائل نہیں تو روحانیت کے قائل کیسے ہوں گے۔ ہم مسلمان بھی اس مادی دور میں اپنا مقصدِ حیات فراموش کر چکے ہیں۔

دین اسلام آخروی زندگی میں فلاح وکامیابی کے حصول کے لیے دنیاوی زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے مطابق ہر انسان کو، خصوصاً مسلمان کو اسلامی تصورِ حیات کے مطابق اپنے بدن اور روح کے تقاضے پیش نظر رکھتے ہوئے دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ **عصرِ حاضر کی ان خرابیوں کے پیشِ نظر اور جدید علوم کے تحقیقی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندۂ عاجز نے اسلامی ضابطۂ حیات، علامہ اقبالؒ کے افکار وتصورات (خصوصاً فلسفۂ خودی)، اسلامی نفسیات اور اسلامی تصوف کے باہم مربوط تعلق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تھری آئی سائیکوتھراپی وضع کی ہے جو کہ نفسیاتی، روحانی اور اخلاقی امراض کے طریقۂ علاج پر مشتمل ہے۔ الحمدللہ! یہ سائیکوتھراپی اسلامی فلسفۂ حیات اور اُس کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ اسلامیات، اقبالیات، تصوف اور نفسیات کے باہمی ربط پر مبنی یہ تھراپی اسلامی ضابطۂ اخلاق اور اسلامک سپر چوائل ازم کے آفاقی اور عالمگیر اصولوں پر مبنی ہے۔ اس سے نہ صرف ہم مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی استفادہ کر سکیں گے اور ان شاءاللہ وہ اس تھراپی کے عملی نتائج سے اطمینان پا کر دین اسلام کے بھی قائل ہو جائیں گے اور اُن میں جن کا نصیب ہوا وہ مسلمان بھی ہو جائیں گے۔ بندۂ عاجز کو اللہ تعالیٰ نے اس تھراپی پر ریسرچ کرنے اور اسے پیش کرنے کا شرف عطا فرمایا ہے۔ تحقیقی نکتۂ نگاہ سے یہ نفسیات اور روحانی دنیا میں ایک نیا اضافہ ہے۔ آپ کے پیشِ نظر یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔**

عظیم علمائے حق اور صوفیائے عظام نے خلقِ خدا کی بہتری کے لیے آیاتِ قرآنی اور مسنون دعاؤں پر مشتمل منازلِ روحانی ترتیب دیں اور پیش کیں جن میں سے 'حزب البحر' اور 'حزب الاعظم' مشہور ومتداول ہیں۔ عصرِ حاضر میں ذاتِ باری تعالیٰ کے فضل وکرم سے بندۂ عاجز نے احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ارشادات ومعمولاتِ صوفیاء کے پیشِ نظر بعد از تحقیق کئی منازلِ روحانی ترتیب دیں، احادیث کے مطابق ان کے فضائل بیان کیے اور انہیں 'حزب النبی صلی اللہ علیہ وسلم'، 'حزب الکامل'، 'حزب الاعظم جدید'، 'حزب الحب والتسخیر'، 'حزب الشفائے کامل'، 'حزبِ مریم' اور 'حزب المؤمن' کے نام سے پیش کیا ہے۔ یہ منازلِ روحانی طبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیادی اصولوں کے مطابق ترتیب دی گئیں ہیں اور یہ صدیوں پر محیط اسلامی اور روحانی معالجات میں منفرد اضافے اور پیشکش کی حیثیت رکھتی ہیں۔ علمِ تحقیق کی رو سے تحقیق پر مبنی یہ منازلِ روحانی نہایت قدر وقیمت کی حامل ہیں جس کا بین ثبوت وہ تمام احادیثِ مبارکہ ہیں جو ان منازل کے فضائل میں بیان کی گئی ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان منازل کو اپنے معمول میں لے کر آئیں۔ صدقہ جاریہ کی نیت سے ان کو شائع کریں اور تقسیم کریں۔ صوفیائے عظام اور روحانی معالجین سے درخواست ہے کہ وہ ان منازلِ روحانی کی ترویج میں بھرپور کردار ادا کریں تا کہ مخلوقِ خدا ان سے بھرپور استفادہ کر کے فلاحِ دارین حاصل کرے اور ہمارے لیے یہ منازلِ روحانی صدقہ جاریہ بن جائیں۔

طالب دعا

پروفیسر ڈاکٹر محمود علی انجم

# فہرست مضامین



| نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | حمد و نعت | 003 |
| | کتاب دوستی | 004 |
| | اظہارِ تشکر | 005 |
| | انتساب | 006 |
| | پیش لفظ | 007 |
| | فہرست مضامین | 008 |
| | عصر حاضر میں علم تصوف اور صوفیانہ ادب (حفاظت، تطہیر اور ترویج کے تقاضے) | 009 |
| | علم العقائد، علم الاحکام، علم الاخلاص | 009 |
| | کتب تصوف میں تحریف و تدسیس | 010 |
| | 'ہشت بہشت' میں تحریف، اضافہ والحاق | 010 |
| | مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب غلط عقائد | 011 |
| | اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش | 012 |
| | تاریخ اسلام میں ملاوٹ | 013 |
| | امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک کتاب | 013 |
| | رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں الحاق | 014 |
| | شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحاتِ مکیہ میں تحریف | 014 |
| | دیوانِ شمس تبریز میں تحریف | 014 |
| | علمِ تصوف کی حفاظت، تطہیر اور ترویج کے تقاضے اور ضابطۂ عمل | 015 |
| | تحقیق کے تقاضے | 015 |
| | روایت اور درایت کے اصول | 017 |
| | بعض کتب تصوف میں موجود متنی اغلاط | 018 |
| | معیاری و مستند کتب تصوف | 019 |
| | حکومتی سطح پر علم تصوف کی تعلیم و ترویج کے تقاضے | 020 |
| | حاصل کلام | 022 |
| | حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اہلِ تصوف کی تین اقسام | 024 |
| | متصوفین کے لیے ضابطۂ عمل | 024 |
| | حوالہ جات و حواشی | 026 |

# عصرِ حاضر میں علمِ تصوف اور صوفیانہ ادب
## (حفاظت، تطہیر اور ترویج کے تقاضے)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر عظیم مشائخ اور صوفیہ کے مطابق تصوف روحِ اسلام ہے۔ اسے دین اسلام میں وہی حیثیت حاصل ہے جو روح کو جسم میں حاصل ہے۔

**علم العقائد، علم الاحکام اور علم الاخلاص:۔** علم العقائد، علم الاحکام اور علم الاخلاص علوم دین کے تین بڑے شعبے ہیں۔ علم العقائد میں ایمانیات اور عقائد کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مثلاً وجود باری تعالیٰ، انبیاء و رُسل، ملائکہ اور آسمانی کتب پر ایمان، آخرت اور جنت و دوزخ پر ایمان کا تعلق علم العقائد سے ہے۔ علم الاحکام کو علم الفقہ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اس میں اوامر و نواہی سے متعلق بحث کی جاتی ہے۔ اوامر سے مراد وہ کام ہیں جن کے کرنے کا حکم یا اجازت ہے۔ نواہی سے مراد وہ کام ہیں جن سے منع فرمایا گیا ہے۔ انہیں اوامر و نواہی کی فرائض، سنن، واجبات، مستحبات، مکروہات اور حرام وغیرہ کی اصطلاحات کی شکل میں درجہ بندی کی جاتی ہے۔ علم الاخلاص میں اخلاص کے ساتھ تمام عقائد اور احکام کی حقیقی روح اور تقاضے پورے کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اہل صدق و صفا اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ ان کے اعمال و افعال میں ریاکاری نہ ہو اور ہر عمل سراسر خلوص پر مبنی ہو۔ اہلِ اخلاص یہ جانتے اور مانتے ہیں اور اس اصول کو اپنے اقوال و افعال کی اساس بنا لیتے ہیں کہ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔(1)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری شکلیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔(2)

علم العقائد کے ماہرین متکلمین، علم الاحکام کے ماہرین فقہا و محدثین اور علم الاخلاص کے حاملین و عاملین صوفیہ کہلاتے ہیں۔

جس طرح دینِ متین کے تینوں شعبہ جات باہم مربوط و منسلک ہیں اسی طرح ان تینوں شعبہ جات سے منسلک احباب باہم شیر و شکر ہیں۔ ان میں سے اگر علم الاخلاص اور صوفیہ کو خارج کر دیا جائے تو دین کا جسم رہ جائے گا، روحِ دین مفقود ہو جائے گی۔(3)

تصوف کو جس طرح روحِ دین قرار دیا جاتا ہے اسی طرح اسے روحانی سائنس اور اسلامی سپر چوالزم قرار دیا جائے تو عین درست ہے۔ عظیم صوفیہ کرام شیخ ابونصر سراج طُوسی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، فقیر نور محمد کلاچوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ نورالدین جامی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اعظم مشائخ کی لکھی ہوئی کتبِ تصوف اور مکتوبات و ملفوظات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ صوفیہ خاص تحقیقی و تنقیدی شعور رکھتے تھے۔ انہوں نے سختی سے شریعت کی پابندی کی۔ خود بھی راہِ حق پر چلتے رہے اور دوسروں کو بھی چلاتے رہے۔

تاریخ اور کتبِ تصوف سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں تصوف پر بے جا تنقید بھی ہوتی رہی اور مخالفِ اسلام گروہ اور فرقے تصوف کے نام پر غیر اسلامی نظریات کی تعلیم و ترویج کی کوشش کرتے رہے۔ ہر دور میں صوفیہ ایسے غیر اسلامی نظریات اور گمراہ کن فرقوں اور ان کی

تعلیمات کی نشاندہی اور قلع قمع کرتے رہے۔

**کتبِ تصوّف میں تحریف و تدسیس:۔** تصوف میں غیر اسلامی نظریات کے فتنے انہی چور دروازوں سے داخل ہوئے جن سے تاریخ، حدیث، فقہ، تفسیر، ادب اور فلسفہ میں داخل ہوئے۔ باطل فرقوں (روافض، ملاحدہ، باطنیہ، تعلیمیہ، قرامطہ وغیرہ) سے منسلک سرکردہ افراد نے کتبِ تصوف میں، ان کے تراجم میں من گھڑت احادیث، بزرگوں کے اقوال اور نظریات شامل کر دیئے۔ اس طرح غیر اسلامی تصوف، اسلامی تصوف کے ساتھ اس طرح مخلوط ہو گیا کہ اسلامی اور غیر اسلامی تصوف میں امتیاز کرنا عوام کے لیے ناممکن ہو گیا۔

کسی تصنیف میں ردّ و بدل کرنے یا کسی سے غلط طور پر کوئی تصنیف یا تحریر منسوب کرنے کے عمل کو عربی میں تدسیس کہتے ہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی نے الیواقیت والجواہر کے صفحہ نمبر 7 میں لکھا ہے:

''باطنیہ، ملاحدہ اور زنادقہ نے سب سے پہلے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، پھر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں اپنی طرف سے تدسیس کی۔ نیز اس فرقہ باطنیہ نے ایک کتاب جس میں اپنے عقائد کی تبلیغ کی تھی، میری زندگی میں میری طرف منسوب کر دی اور میری انتہائی کوشش کے باوجود یہ کتاب تین سال تک متداول رہی''۔(4)

ہر دور میں باطل فرقوں کے افراد تصوف کا لبادہ اوڑھ کر غلط عقائد کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ تصوف کی کتب اور ان کے تراجم میں، مشائخ کے ملفوظات و مکتوبات اور ان کی تصانیف و تراجم میں تحریف، اضافہ اور ردّ و بدل کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے رہے اور اس طرح اپنے مذموم مقاصد و ارادے پایہ تکمیل تک پہنچاتے رہے ہیں۔ ایسا آج بھی ہو رہا ہے۔ معتقدین تحقیق و تنقید اور روایت و درایت کے اصولوں سے لاعلمی کی وجہ سے اور اندھا دُھند اعتقاد کی وجہ سے گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی کتاب ''تاریخ تصوف'' مطبوعہ محکمہ اوقاف، ان کی کتاب ''اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش'' مطبوعہ از مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تحفہ اثنا عشریہ'' میں غیر اسلامی عناصر کی اسلام اور تصوف سے دشمنی کی اس طرح کی بہت سی مثالیں درج ہیں۔ نمونہ کے طور پر صرف چند مثالیں دی جاتی ہیں۔

**''ہشت بہشت'' میں تحریف، اضافہ اور الحاق:۔** شبیر برادرز (پبلشر) اردو بازار، لاہور نے ''ہشت بہشت'' کے نام سے خواجگانِ چشتیہ (خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے ملفوظات شائع کیے ہیں۔ میرے پیش نظر اگست 2006ء کا شائع کردہ ایڈیشن ہے۔ ''ہشت بہشت'' ملفوظات کی آٹھ کتابوں (انیس الارواح، دلیل العارفین، فوائد السالکین، راحت القلوب، اسرار الاولیا، فوائد الفواد، راحت المحبین، مفتاح العاشقین) پر مشتمل ہے۔ اس میں راحت القلوب، ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ نمبر 63 پر بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ایک حدیث نبویؐ درج ہے۔ اس کتاب کے مطابق حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''.....ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع تمام صحابہ کرام بیٹھے تھے۔ حضرت معاویہؓ یزید پلید کو کندھے پر سوار کر کے جا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: سبحان اللہ! دوزخی بہشتی کے کندھے سوار ہے۔ یہ بات امیر المؤمنین علیؓ نے سنی تو پوچھا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ تو معاویہؓ کا بیٹا ہے۔ دوزخی کس طرح ہو سکتا ہے؟ فرمایا: اے علی! یہ یزید وہ بد بخت شخص ہے۔ جو حسن اور حسین اور میری تمام آل کو شہید کرے گا۔ حضرت علی نے اُٹھ کر نیام سے تلوار نکالی تا کہ اسے قتل کر دیں۔ لیکن رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو! کیونکہ تقدیرِ الٰہی ایسی ہی ہے۔ حضرت علی روئے اور پوچھا: یارسول اللہ! کیا آپ ہوں گے؟ فرمایا: نہیں۔ پوچھا: یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی ہوگا؟ فرمایا: نہیں۔ پھر پوچھا: کیا میں ہوں گا؟ فرمایا: نہیں۔ پوچھا: کیا فاطمہ ہوں گی؟ فرمایا: نہیں۔ پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے غریبوں کا ماتم کون کرے گا۔ فرمایا: میری اُمت۔

بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور رسولِ خدا ﷺ زار زار روئے اور شہزادوں کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ اے غریبو! ہمیں معلوم نہیں کہ تمہارا

حال اس جنگ میں کیا ہوگا۔''(5)

یہ روایت بالکل من گھڑت ہے۔حدیث کے نام پر یہ من گھڑت بات کسی شیعہ سبائی نے اصل متن یا ترجمہ میں شامل کر دی ہے۔اس کا دسویں محرم 656ہجری کی مجلس کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے۔اس ضمن میں درج ذیل امور غور طلب ہیں:

1۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے 12 ربیع الاول 11ھ بروز سوموار (8 جون 632ء) کو وصال فرمایا۔(6)

2۔ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان 11 شوال 26ھ (19 جولائی 647ء) کو پیدا ہوا اور اس نے 15 ربیع الاول 64ھ (14 نومبر 683ء) کو وفات پائی۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو مندرجہ بالا روایت کی یہ بات کیسے درست ہوسکتی ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ:

''......ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مع تمام صحابہ کرامؓ بیٹھے تھے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یزید پلید کو کندھے پر سوار کر کے جا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: سبحان اللہ! دوزخی بہشتی کے کندے پر سوار ہے......''

یزید تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔روایت گھڑنے والے نے جھوٹ کی انتہا کر دی۔اس سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ صوفیا اور علما میں سے کسی نے بھی آج (1435ھ) تک جبکہ ملفوظات میں درج اس من گھڑت روایت کو تقریباً 779 سال گزر گئے ہیں، اس علمی بددیانتی اور گمراہ کن وغارتِ ایمان سازش کی نہ تو نشاندہی کی اور نہ ہی ان الحاقی عبارتوں کو ان کتابوں سے حذف کرنے یا کرانے کی کوشش کی۔

مذکورہ بالا متن میں اور بھی کئی باتیں قابلِ اعتراض ہیں۔اس میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ مشائخ اور صوفیاءِ کرام ماتم کے قائل تھے۔پھر اس عبارت میں درج ہے کہ: ''یہ یزید وہ بدبخت شخص ہے جو حسن اور حسین اور میری تمام آل کو شہید کرے گا''۔اس میں تمام آل سے کیا مراد ہے؟

عزیزانِ من! تمام اولیائے کرام، فقہاء عظام حبِّ اہلِ بیت کے قائل تھے اور قائل ہیں۔اہلِ بیت سے محبت روحِ ایمان ہے۔تاہم مشائخ، صوفیا و اولیا اور علمائے اہلِ سنت ماتم کے قائل نہیں، یا دمنانے کے قائل ہیں۔

''ہشت بہشت'' میں زیادہ تر قرآنی آیات، احادیث اور حکایات بغیر کسی حوالہ وسند کے دی گئی ہیں۔ان آیات واحادیث و دیگر عربی عبارات کے ساتھ اعراب نہیں دیئے گئے۔فارسی عبارتوں اور اشعار کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔مشکل الفاظ، جملوں اور عبارتوں کی وضاحت نہیں دی گئی۔جس وجہ سے عام قاری ان تحریروں سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔اہلِ علم اس طرح کی کتابوں کے مندرجات پر مکمل طور پر اعتماد نہیں کر سکتے۔مصنفین، مرتبین اور ناشرین کی غفلت ولاپرواہی کی وجہ سے تصوف کے مخالف، اسلام دشمن عناصر کو ان کتابوں میں جعلی احادیث وروایات شامل کرنے کا موقع مل جاتا ہے جس سے وہ اپنے غلط افکار ونظریات اور عقائد کی تشہیر کر کے عوام الناس کو گمراہ کرتے ہیں۔

سبائیہ، باطنیہ اور دشمنانِ صحابہؓ نے مشہور صوفیہّ کے عقائد میں دیدہ دانستہ شبہات پیدا کر دیئے تاکہ ان کے عقیدت مندوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ یہ صوفیہّ مائل بہ تشیع تھے۔اس طرح شیعہ مذہب کو فروغ ملے گا۔

**مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب غلط عقائد:**۔ جامی سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ ہیں۔انہوں نے سب سے پہلے مولانا سعدالدین کاشغری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ان کی وفات (860ھ) کے بعد خواجہ ناصرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہوئے اور سلوک طے کیا۔وہ بلاشک وشبہ اہل سنت سے ہیں۔سنائی رحمۃ اللہ علیہ، عطار رحمۃ اللہ علیہ، رومی رحمۃ اللہ علیہ، کے بعد صوفیانہ ادب میں جامی کا نام معروف ترین ہے۔روافض نے ان کے بارے میں ایک جھوٹی روایت گھڑ کے عوام الناس کی نظروں میں ان کے عقائد کو مشتبہ بنانے کی کوشش کی جس وجہ سے ان کے بارے میں مختلف آراء قائم ہوگئیں۔

1۔ بعض انہیں سُنی کہتے ہیں۔

2۔ بعض نے انہیں مائل بہ تشیع لکھا ہے۔وہ تمام عمر تقیہّ فرماتے رہے۔

3۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ شروع میں سُنی تھے مگر وفات سے پہلے شیعہ ہوگئے تھے۔

ان کے بارے میں محمد حسین الحسینی خاتون آبادی لکھتا ہے:

''اُن تمام دلائل کے باوجود جوان کے ناصبی ہونے پر شاہد ہیں۔ہم ان کو اہل تقیہّ میں شمار کر سکتے ہیں یعنی وہ دل میں شیعہ تھے مگر زبان اور قلم سے

اپنے آپ کو سُنّی ظاہر کرتے تھے۔''

پھر اپنے مدعا کی تائید میں اس نے یہ حکایت نقل کی ہے جس کا راوی علی بن عبد العال ہے وہ کہتا ہے کہ:

''میں سفر نجف میں جامی کے ساتھ تھا میں نے تقیہ کر کے اپنے عقائد کو ان سے پوشیدہ رکھا تھا۔ جب ہم بغداد پہنچے تو ایک دن لب دجلہ تفریح کے لیے گئے۔ اتفاقاً ایک قلندر وہاں آنکلا اور امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں ایک قصیدہ غرّا سنانا شروع کیا۔ جامی پر رقت طاری ہوگئی اور سربسجود ہوگئے۔ پھر سر اُٹھایا قلندر کو پاس بلایا اور بہت انعام دیا۔ اس کے بعد مجھ سے پوچھا تم نے مجھ سے گریہ اور سجدے کا سبب کیوں نہیں پوچھا میں نے کہا اس کا سبب آشکار تھا کیونکہ علی خلیفہ چہارم ہیں اور ان کی تعظیم واجب ہے۔''

یہ سن کر جامی نے کہا ''علی خلیفۂ چہارم نہیں ہیں بلکہ پہلے خلیفہ ہیں۔ اب مناسب ہے کہ میں تقیہ کا لبادہ اتار دوں اور چونکہ ہمارے درمیان مودت پیدا ہوچکی ہے۔ اس لیے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں شیعان خلص امامیہ میں سے ہوں لیکن تقیہ کرنا واجب ہے''۔

''نیز بعضے از افاضل ثقات نے بیان کیا ہے کہ ہم نے جامی کے خدام سے یہ سنا ہے کہ ان کے تمام اہل بیت مذہب امامیہ رکھتے تھے لیکن مولانا تقیہ میں بہت مبالغہ فرماتے تھے اور ہمیشہ اپنے اہل وعشیرت کو اس کی وصیت کرتے رہتے تھے''۔(7)

مندرجہ بالا روایت بالکل لغو، بے اصل اور بے سند ہے۔ چونکہ عوام نہ تو تنقیدی وتحقیقی شعور رکھتے ہیں اور نہ ہی انہیں تنقید وتحقیق کے لیے وسائل، قابلیت، علم اور سہولیات میسر ہوتی ہیں۔ اندھا دھند تقلید اور اندھے اعتقاد کی وجہ سے لوگ ہر سُنی سنائی، بے اصل اور بے سند بات کو سوچے سمجھے بغیر مان لیتے ہیں۔

**اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش:۔** مخالف، گمراہ کن فرقوں کے حامی لوگوں نے عوام وخواص کی اس کمزوری کو استعمال کر کے اپنے باطل افکار ونظریات اور عقائد کی تشہیر کر کے انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے جس طرح صوفیانہ ادب کی آڑ میں گمراہی پھیلائی، اسی طرح انہوں نے صوفیہ کے بھیس میں رفض وسبائیت کی تعلیم دے کر لوگوں کو اپنا ہم مسلک وہم نوا بنانے کی کوشش کی۔

تصوف اور اہل تصوف کی صداقت میں کوئی شک نہیں۔ اسلام دشمن عناصر نے منظّم اور باضابطہ تحریک اور سازش کے ذریعے تصوف میں غیر اسلامی افکار ونظریات اور عقائد شامل کرنے شروع کر دیئے۔ اس تحریک کا آغاز چوتھی صدی ہجری میں ہوگیا تھا۔ شیخ ابونصر سراج اپنی تصنیف کتاب 'اللمع' میں لکھتے ہیں:

''......بغداد کے بعض لوگوں کو غلطی لگی اور کہا کہ جب ہم اپنی ذاتی اوصاف سے فنا ہوگئے تو لازمی طور پر ہم حق تعالیٰ کے اوصاف میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے اپنی جہالت کی بناء پر اپنی ذات کو ایسی حالت کی طرف منسوب کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حلول کے قائل ہوگئے یا وہی بات کہی جو عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں''۔ ''...... یہ سراسر کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو دلوں میں حلول نہیں کرتے......''(8)

دشمنانِ اسلام نے قرآن حکیم کو چھوڑ کر ہر علم وفن کی کتابوں، خصوصاً تاریخ، حدیث اور تصوف کی کتابوں اور ان کے تراجم وشروع میں حذف واضافہ کیا۔ ان کا مقصد غیر اسلامی افکار ونظریات کی ترویج اور نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کی تنقیص وتوہین اور تحقیر ہے۔ اس ضمن میں بندہ عاجز کچھ مثالیں پیش کر چکا ہے۔ مزید چند ایک مثالیں ملاحظہ کریں۔ یہ مثالیں پیش کرتے ہوئے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ تاہم، ان حقائق سے آگاہ ہونا ضروری ہے تا کہ اس سازش سے آگاہ ہو کر اہلِ صدق و صفا انسدادی روش اختیار کر سکیں۔

کتاب ''اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش'' کے صفحہ نمبر 70 پر پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:

''شمس الدین افلاکی نے جو چلپی عارف کے مرید اور رومی کے ہم نشین تھے۔ ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام مناقب العارفین ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ احمدی پریس رامپور (یوپی) سے ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کتاب سے دو قصے نقل کرتا ہوں جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے طلسم ہوشربا سے بھی بڑھ کر ہیں۔ پڑھیے اور دشمنانِ اسلام کی چیرہ دستی کا ماتم کیجیے۔

ص 241 پر لکھتا ہے کہ ایک دن کرا خاتون زوجہ مولانا رومی کے دل میں خیال آیا کہ مولانا ایک عرصے سے میری جانب ملتفت نہیں ہیں خدا معلوم شہوانی جذبات باقی ہیں یا بالکل فنا ہوگئے ہیں، مولانا کو بذریعہ کشف ان کا یہ خیال معلوم ہوگیا، رات کو مولانا ان کے پاس گئے جذبات شہوانی کا یہ عالم تھا کہ کرا خاتون پریشان ہو کر استغفار پڑھنے لگیں۔ مولانا نے ستر (70) بار جماع کیا پھر فرمایا ''مردان خدا ہر شے پر قادر ہیں''۔ ترک یا

قلت مباشرت کا باعث استغراق ہے۔

اس کے بعد جو روایت درج ہے اسے پڑھنے سے پہلے کلیجے کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیجئے مبادا شق ہو جائے۔

''پھر فرمایا کہ آنحضرتؐ اور ان کی ایک زوجہ میں بھی یہی معاملہ ہوا تھا۔ ایک دن انہوں نے ایک چڑے کو چڑیا کے ساتھ جفت ہوتے دیکھ کر بطور مطائبہ آپ سے کچھ کہا۔ چنانچہ۔۔۔۔''

ص ۲۵۹ پر یہ روایت درج ہے ''مولانا رومی نے فرمایا کہ ایک دن آنحضرت صلعم نے کچھ اسرار حضرت علیؓ کو خلوت میں تعلیم فرمائے اور وصیت کی کہ نامحرم سے بیان نہ کرنا۔ حضرت علیؓ نے چالیس روز تک ضبط کیا۔ اس کے بعد ان کا پیٹ۔۔۔۔۔ مجبوراً صحرا میں جا کر ایک کنویں میں۔۔۔۔ سب اسرار بیان کر دیئے۔ چند روز کے بعد اس کنویں سے نئے کا ایک درخت نکلا۔ ایک چرواہے نے اس سے نئے (بانسری) بنائی۔ اتفاقاً آنحضرت صلعم نے اس نئے کی آواز سُنی تو اُسے بلایا اور سُن کر فرمایا اس نئے سے ان اسرار کی شرح نمایاں ہے جو ہم نے حضرت علیؓ کو تلقین کئے تھے۔''(9)

مندرجہ بالا عبارتوں پر غور کریں کس قدر فضول اور بے ادبی پر مبنی ہیں۔ ان عبارتوں سے کچھ مواد حذف کر کے دیا گیا ہے کیونکہ وہ الفاظ مندرجہ بالا اقتباس کے بیان کردہ الفاظ سے بھی زیادہ ناقابلِ بیان ہیں۔ تاہم، پھر بھی ان عبارتوں سے عین واضح ہے کہ مناقب العارفین کے مصنف یا اس کتاب کے مترجم نے نبی کریم ﷺ، صحابہ کرامؓ اور اولیائے اُمت کی تنقیص و توہین اور تحقیر کی ہے۔ اندھی عقیدت اور اندھی تقلید کے قائل مسلوب العقل لوگ ایسی روایات و حکایات پر بغیر سوچے سمجھے ایمان لے آتے ہیں جس کا نتیجہ بے راہ روی اور گمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں نکلتا۔

**تاریخ اسلام میں ملاوٹ:۔** دشمنانِ اسلام نے قرآن وحدیث کے بعد تاریخ اسلام کو خصوصی طور پر تدسیس و تحریف کا ہدف بنایا اور اس کا خاص مقصد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کی تنقیص و توہین و تحقیر ہے۔ سیرۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:

''بعض شیعہ مورخوں نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کچھ سپاہیوں کے ساتھ ایک سپید خچر پر سوار ہو کر امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازے کو روکنے کے لیئے نکلیں۔ یہ روایت تاریخ طبری کے ایک پرانے (نسخے) فارسی ترجمے جو ہندوستان میں بھی چھپ گیا ہے، میں نظر سے گزری، لیکن جب اصل متن عربی مطبوعہ یورپ کی طرف رجوع کیا تو جلد ہفتم کا ایک ایک لفظ پڑھنے کے بعد بھی یہ واقعہ نہ ملا۔ طبری کے اس فارسی ترجمہ میں درحقیقت بہت سے حذف و اضافے ہیں''۔

**امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک کتاب:۔** مولانا سعید احمد جلالپوری شہید جو کہ روزنامہ جنگ کے اقرا صفحہ پر اسلامی سوالات کا جواب دیتے تھے، کو ایک ڈاکٹر صاحب نے اپنے سوالنامہ میں یہ تحریر بھیجی جس میں شیعی موقف کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اور ان کی جانب منسوب کیا گیا تھا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''سر العالمین'' کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ:

''غدیر خم میں حضرت رسول کریم ﷺ کے ''من کنت مولاہ'' فرمانے کے بعد اور اس موقع پر مبارک باد دینے کے بعد جب لوگوں پر خلافت کی ہوا و ہوس غالب آ گئی تو انہوں نے غدیر خم کی باتیں بھلا دیں۔''

اس پر مولانا سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تحقیقی، تفصیلی و وقیع علمی مقالہ لکھا جو ماہنامہ ''بینات'' میں چھپا۔ مولانا نے تحقیق کے لئے اکابر متاخرین اور اربابِ تحقیق کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو پتہ چلا کہ غدیر خم میں خلافتِ علی رضی اللہ عنہ (بلا فصل) سے متعلق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب یہ کتاب ''سر العالمین'' سرے سے امام صاحب کی ہے ہی نہیں اور روافض نے خود لکھ کر بعد میں ان سے منسوب کی۔ اور تحریر امام صاحب پر جھوٹ اور بہتانِ عظیم ہے اور امام رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کتابیں اس تحریر کے موقف کو بری طرح رد کرتی ہیں۔ مولانا نے اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف ''تحفہ اثنا عشریہ'' کا حوالہ بھی دیا شاہ صاحب لکھتے ہیں:

ترجمہ: روافض کوئی کتاب لکھ کر اس کو اکابر اہلِ سنت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں، اور اس میں حضرات صحابہ کرام کے خلاف مطاعن اور مذہب اہلِ سنت کے بطلان کو درج کرتے ہیں اور اس کے خطبہ یا دیباچہ میں اپنے بھید اور راز کے چھپانے اور امانت کی حفاظت کی

وصیت کرتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے، یہی ہمارا دلی پوشیدہ عقیدہ ہے، اور ہم نے اپنی دوسری کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے وہ محض پردہ داری اور زمانہ سازی تھا، جیسا کہ کتاب ''سر العالمین'' خود سے لکھ کر انہوں نے اس کی نسبت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کر دی ہے، علیٰ ہذا القیاس انہوں ۔۔ اہل تشیع ۔۔ نے بھی بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور ان پر اکابر اہلِ سنت اور قابلِ اعتماد بزرگوں کا نام لکھ دیا ہے، ظاہر ہے ایسے افراد بہت کم ہیں جو کسی بزرگ کے کلام سے واقف و آشنا ہوں اور اس کے مذاقِ سخن یا اس کے اور دوسروں کے کلام میں فرق و امتیاز کر سکتے ہوں، لہٰذا ناچار سیدھے سادے لوگ ان کے اس مکر سے متاثر ہوتے ہیں اور بہت سے حیران و پریشان ہوتے ہیں ۔۔ بلکہ بہت سے لوگ اس کو ایک مستند بزرگ یا اہلِ سنت کے امام کا کلام سمجھ کر اس کو اپنا کر اپنا ایمان و عقیدہ غارت کرتے ہیں ۔۔(10)

**رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں الحاق:۔** رومی کے ملفوظات فیہ ما فیہ کے صفحہ نمبر 99 پر یہ روایت رومی سے منسوب ہے:

''ایک شب حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ کسی غزوے سے واپس آئے تو فرمایا: بانگِ دہل اعلان کردو کہ آج کی رات ہم شہر کے دروازے کے پاس بسر کریں گے اور کل صبح شہر میں داخل ہوں گے۔ یہ سن کر صحابہ نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہوسکتا ہے کہ تم اجنبی لوگوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ مباشرت میں مشغول پاؤ اور یہ دیکھ کر تمہیں بہت صدمہ ہوگا اور ایک ہنگامہ برپا ہوجائے گا، لیکن ایک صحابی نے حضور ﷺ کے ارشاد پر عمل نہ کیا اور گھر چلا گیا، چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو ایک غیر مرد کے ساتھ مشغول پایا''۔

اس روایت کا مضمون ہی اس کے جھوٹ کو ثابت کرتا ہے اور ثابت کرتا ہے کی یہ کسی خبیث سبائی کی گھڑی ہوئی روایت ہے۔ اس روایت سے یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ نعوذ باللہ

1۔ حضور ﷺ کو علم غیب سے معلوم ہو چکا تھا کہ صحابہ کی بیویاں زنا میں مشغول ہیں اور آپ نے جان بوجھ کر چشم پوشی کی، اور اس زنا کو روکنے سے صحابہ کو منع کیا۔ (نعوذ باللہ)

2۔ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور کے نافرمان تھے، حضور کے منع کرنے کے باوجود نہیں سنی اور گھر چلے گئے۔ (نعوذ باللہ)

**شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات مکیہ میں تحریف:۔** شیخ جیسا کہ فتوحاتِ مکیہ کے مطالعے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ نہایت راسخ العقیدہ اور متبع شریعت بزرگ تھے، اسی کتاب کی پہلی فصل میں انہوں نے اپنا عقیدہ بیان کیا ہے اسے غور سے پڑھا جائے تو معلوم ہوگا کہ عقائد نسفی کی شرح پڑھ رہے ہیں۔ انکی تصانیف میں بھی سبائیہ قرامطہ نے تدسیس کی ۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف الیواقیت والجواہر کے صفحہ 7 پر لکھتے ہیں:

''انکی تصنیف میں جو عبارتیں ظاہر شریعت سے متعارض (ٹکرانے والی) ہیں وہ سب مدسوس (گھسائی ہوئی) ہیں۔ مجھے اس حقیقت سے ابو طاہر المغربی نے آگاہ کیا جو اس وقت مکہ معظّمہ میں مقیم تھے۔ انہوں نے مجھے فتوحات کا وہ نسخہ دکھایا جس کا مقابلہ انہوں نے قونیہ میں شیخ اکبر کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نسخے سے کیا تھا، اس نسخے میں وہ فقرے نہیں تھے جو میرے نسخے میں تھے اور میں نے ان فقروں کی صحت پر شک کیا تھا جب میں فتوحات کا اختصار کر رہا تھا''

پھر لکھتے ہیں:

''زنادقہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مرض الموت کے زمانے میں ایک کتاب جس میں اپنے باطنی عقائد بیان کیے تھے، پوشیدہ طور پر (ان کا شاگرد بن کر) ان کے سرہانے، تکیے کے نیچے رکھ دی تھی اور اگر امام مرحوم کے تلامذہ ان کے عقائد سے بخوبی واقف نہ ہوتے تو جو کچھ انہوں نے تکیے کے نیچے پایا تھا اس کی وجہ سے وہ لوگ بہت بڑے فتنے میں مبتلا ہو جاتے۔''

**دیوانِ شمس تبریز میں تحریف:۔** قرامطہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں بہت سے اشعار شامل کر دیے۔ دیوانِ شمس تبریز میں شامل کی گئی ایک پوری غزل سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

هم اوّل و هم آخر و هم ظاهر و باطن هم موعد و هم وعده و موعود علی بود
جبریل که آمد ز بر خالق بیچوں در پیش محمد شد و تا بود علی بود
اے رهنمائے مومناں، اللہ مولا علی اے عیب پوش و غیب دان اللہ مولا علی

فارسی سمجھنے والے با آسانی سمجھ سکتے ہیں کہ مولانا روم جیسا سنی عالم یہ مصرے نہیں لکھ سکتے کیونکہ یہ اشعار شیعہ ذہن کی عکاسی کررہے ہیں اور نص قرآنی کے خلاف ہیں جیسا کہ پہلے شعر کے پہلے مصرع میں قرآنی آیت میں مذکور اللہ کی صفات ''**ھو الاول و الاخر والظاھر والباطن**'' کو علی رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔ دیوانِ شمس تبریز پر جلال ہمائی نے جو مقدمہ لکھا اس میں انہوں نے ان اشعار کو الحاقی قرار دیا ہے۔

**علمِ تصوف کی حفاظت، تطہیر اور ترویج کے تقاضے اور ضابطۂ عمل:۔** ہر دور میں علمائے حق، مجددینِ ملت، محدثین کرام، فقہاعظام اور صوفیائے کرام نے مخالف دین وملت عناصر اور تحریکوں کا بھرپور مقابلہ کیا ہے۔ عصرِ حاضر میں جب کہ ہر طرف لادینیت، مادیت، جدیدیت کی یلغار ہے نہایت شدومد سے تصوف کی تعلیم اور صوفیہ کے صدیوں سے مروجہ اسلامی اصولوں پر نظامِ تربیت اپنانے کی ضرورت ہے۔ عصر حاضر میں اشد ضروری ہے کہ عوام الناس میں تحقیقی وتنقیدی شعور بیدار کیا جائے تاکہ وہ کھوٹے اور کھرے میں، صحیح اور غلط میں تمیز کرسکیں۔

غیر مسلم، سائنس کے تحقیقی وتنقیدی طریقہ کار کی بدولت مختلف علوم کی بھرپور انداز سے ترویج کررہے ہیں۔ تصوف (روحانی سائنس) مسلّمہ علم ہے جس کی بنیاد مسلّمہ روحانی، اسلامی اصولوں پر ہے جن کی ہر وقت، ہر دور میں روحانی تجربات ومشاہدات سے تصدیق کی جاسکتی ہے۔ یورپی مابعد الطبیعاتی، نفسیاتی و مابعد النفسیاتی علوم اور غیر اسلامی سپر چوالزم، ہپناٹزم، ریکی، این ایل پی تکنیک، ٹیلی پیتھی وغیرہ کی اسلامی سپر چوالزم کے سامنے کوئی وقعت اور حقیقت نہیں ہے۔ ہمیں صرف اپنا طریقہ کار بدلنے کی ضرورت ہے۔ تحقیقی وتنقیدی شعور پر مبنی سائنسی طریقہ کار اختیار کرکے ہم تصوف کی حقانیت ثابت کرسکتے ہیں اور نہایت وسیع پیمانے پر اس کی تعلیم وترویج سے دینِ اسلام کی اشاعت کرسکتے ہیں۔

**تحقیق کے تقاضے:۔** اہل یورپ نے مسلمان سائنسدانوں، محققین، مدبرین، محدثین کا سائنسی، تحقیقی وتنقیدی طریقہ کار اختیار کرکے ہی تمام علوم اور شعبہ جاتِ زندگی میں ترقی کی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے اسلاف کی عظیم روایات کو پھر اپنائیں اور اندھا دھند تقلید کے بجائے تحقیقی وتنقیدی شعور اجاگر کرکے راہِ حق پر گامزن ہوں۔

تحقیق اصولِ فطرت ہے۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد ہوتا ہے۔

**يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوٓا اَنْ تُصِيبُوا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ**O الحجرات [49:6]

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (شخص) کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تم کسی قوم کو لاعلمی میں (ناحق) تکلیف پہنچا بیٹھو، پھر تم اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤO

اس آیت مبارکہ میں تمام معاملاتِ زندگی میں درج ذیل امور کو پیش نظر رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے:

1۔ تمام معاملاتِ زندگی میں تحقیق کے اصول پر عمل کرنا چاہیے۔

2۔ ہمیں کوئی خبر پہنچے تو درایت اور روایت کے اصولوں کے مطابق چھان بین کرلینی چاہیے کہ کون کہہ رہا ہے؟ خبر دینے والے کا سماجی، اخلاقی رتبہ کیا ہے؟ خبر کس نوعیت کی ہے؟ کیا اس کا بیان قابلِ فہم، قابلِ اعتماد ہے؟

3۔ ہمیں کسی فیصلہ پر پہنچنے سے پہلے اچھی طرح تحقیق کرلینی چاہیے۔ پہلے سچائی کو جان لینا چاہیے اور معاملات کی تہہ تک پہنچ جانا چاہیے۔ تحقیق کے دوران صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

4۔ بغیر تحقیق کے جلد بازی میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔

5۔ عقل مند لوگ تحقیق کا دامن نہیں چھوڑتے جبکہ جاہل اور نادان لوگ بغیر تحقیق کے فوری فیصلہ کرتے ہیں۔

6۔ تحقیق کے دوران فاسق، جھوٹے، بدکردار، بے ایمان اور بے عمل لوگوں کے بیان پر اندھا دھند اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔

7۔ تحقیق کے بغیر صرف زبانی باتوں پر یقین کرلینا محض گمراہی اور جہالت ہے۔ تحقیق اہلِ علم وعقل وفکر کا سچائی جاننے کا طریقہ کار

ہے۔بغیر تحقیق کے کوئی بات ماننا جاہل لوگوں کا کام ہے۔

8۔ تحقیق انسانیت کی اصلاح، فلاح اور ترقی کے لیے نہایت لازم اور ضروری ہے۔

9۔ تحقیق سے ذہنی، قلبی، اخلاقی اور روحانی اطمینان اور مسرت ملتی ہے۔ جبکہ بغیر تحقیق کے ہر بات مان لینے اور فوری فیصلے کرنے سے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بعض صورتوں میں نا قابلِ تلافی نقصان بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔

تحقیق اصولوں کی بنا پر ہوتی ہے۔ تحقیق کی بنیاد وزنی دلائل ہوتے ہیں جبکہ بغیر دلائل کے نظریات قائم کرنا جاہل لوگوں کا طرزِ عمل ہے۔ جیسا کہ سورۃ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ**○ التوبہ [9:30]

اور یہود نے کہا: عزیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا: مسیح (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کا (لغو) قول ہے جو اپنے مونہہ سے نکالتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے قول سے مشابہت (اختیار) کرتے ہیں جو (ان سے) پہلے کفر کر چکے ہیں، اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں○

اس آیہ مقدسہ میں تعلیم دی گئی ہے کہ ایسا طرزِ فکر جس کی بنیاد تحقیق پر نہ ہو اور ایسے لوگ جو ذاتی خواہشات، مفادات اور پسند و ناپسند کو ترک کر کے حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے کے عادی نہیں ہوتے وہ بغیر دلائل کے بہت بڑی باتیں کر جاتے ہیں اور بہت بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جاہل اور کافر ہوتے ہیں، خود بھی برباد ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی برباد کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں جہاں تحقیق کی ضرورت واہمیت بیان کی گئی ہے، اس کا طریقہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

تحقیق روایت ودرایت کے اصولوں کے مطابق کی جاتی ہے۔ روایت ودرایت کے یہ اصول قرآن وحدیث اور فقہ میں بیان ہوئے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

**كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ**

"آدمی کے جھوٹے ہونے کی یہ دلیل کافی ہے کہ جو کچھ سنے، روایت کر دے"۔(11)

مراد یہ ہے کہ کسی سے کچھ سن کر بغیر سوچے سمجھے اور بغیر تحقیق کے اسے آگے بیان کرنے والا انسان نا سمجھی کا ثبوت دیتا ہے اور اپنے اس غیر ذمہ دارانہ رویہ کی وجہ سے اکثر جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ اس سے اُسے شرمندگی اور بعض صورتوں میں شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات اس طرح کے غیر ذمہ دارانہ رویہ کی وجہ سے نا قابلِ تلافی نقصان بھی ہو جاتا ہے۔ روایت کو پرکھنے کے لیے عقل ودانش استعمال کرنے کو "درایت" کہتے ہیں۔ درایت کی رو سے دیکھا جاتا ہے کہ جو حدیث یا واقعہ بیان ہوا ہے عقلی شہادت کے مطابق درست ہے یا کہ نہیں۔ درایت کا یہ اصل بھی قرآن مجید نے ہی قائم کیا ہے۔

جب منافقین نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی اور اس خبر کو مشہور کر دیا تو بعض صحابہؓ تک غلط فہمی کا شکار ہو گئے یعنی وہ اصول درایت و روایت کی رو سے اس بات کا حقیقی پہلو نہ دیکھ پائے۔ یہ غور کرنا چاہیے تھا کہ کس نے کہا ہے؟ جو بات کہی ہے وہ تو بالکل ہی ناممکن ہے، نا قابلِ تصور ہے۔ اسے تو پرکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اس طرح کا خلافِ قیاس واقعہ یقینی طور پر غلط ہوتا ہے۔ جو سنا وہی آگے بیان کر دینا اور عقل وسمجھ اور فکر ونظر سے کام نہ لینا خلافِ ایمان ہے۔

قرآن مجید میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی برأت اور طہارت کے مطابق یوں ارشاد ہوا ہے:

**وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ**○ نور [24:16]

اور جب تم نے یہ (بہتان) سنا تھا تو تم نے (اسی وقت) یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لیے یہ (جائز ہی) نہیں کہ ہم اسے زبان پر لے آئیں (بلکہ تم یہ کہتے کہ اے اللہ!) تو پاک ہے (اس بات سے کہ ایسی عورت کو اپنے حبیب مکرمؐ کی محبوب زوجہ بنا دے) یہ بہت بڑا بہتان ہے○

اصل روایت کے مطابق واقعہ بیان کرنے والے یعنی راویوں کے بارے میں جانچ پڑتال کی جاتی ہے جبکہ اصول درایت کے مطابق واقعہ، بیان یا حدیث کے مضمون کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اسناد کی تصدیق کے لیے روایت اور متن کی تصدیق کے لیے درایت کے اصول استعمال ہوتے ہیں۔ محدثین وفقہا اور محققین نے روایت و درایت کے یہ اصول قرآن وحدیث سے ہی اخذ کیے ہیں۔ ان اصولوں سے محدثین نے اکثر جگہ کام لیا ہے اور ان کی بنا پر بہت سی روایتیں رد کر دی ہیں۔ مثلاً ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو جزیہ معاف کر دیا تھا اور معافی کی دستاویز لکھوا دی تھی''

ملا علی قاری اس رویت کو مختلف وجوہ سے باطل قرار دیتے ہیں۔ وہ وجوہ درج ذیل تھیں:

1۔ اس معاہدہ پر سعد بن معاذ کی گواہی بیان کی جاتی ہے حالانکہ وہ غزوہ خندق میں وفات پا چکے تھے۔

2۔ دستاویز میں کاتب کا نام معاویہ ہے حالانکہ وہ فتحِ مکہ میں اسلام لائے۔

3۔ اس وقت تک جزیہ کا حکم نہیں آیا تھا۔ جزیہ کا حکم قرآن مجید میں جنگِ تبوک کے بعد نازل ہوا۔

4۔ دستاویز میں تحریر ہے کہ یہودیوں سے بیگار نہیں لی جائے گی حالانکہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں بیگار کا رواج ہی نہ تھا۔

5۔ خیبر والوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی تھی، ان کو جزیہ کیوں معاف کیا جاتا۔

6۔ عرب کے دور دراز حصوں میں جب جزیہ معاف نہیں ہوا حالانکہ ان لوگوں نے چنداں مخالفت اور دشمنی نہیں کی تھی تو خیبر والے کیونکر معاف ہو سکتے تھے۔

7۔ اگر جزیہ ان کو معاف کر دیا گیا ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اسلام کے خیر خواہ اور دوست اور واجب الرعایۃ ہیں حالانکہ چند روز کے بعد خارج البلد کر دیئے گئے۔(12)

**روایت اور درایت کے اصول:**۔ محدثین، فقہا اور محققین نے رایت و درایت کے درج ذیل اصول بیان کیے ہیں۔ ان کی رو سے درج ذیل صورتوں میں روایت (کوئی بیان، واقعہ، حکایت) اعتبار کے قابل نہ ہوگی اور اس کے متعلق تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا نہیں۔

1۔ جو روایت عقل کے مخالف ہو۔

2۔ جو روایت اصولِ مسلمہ کے خلاف ہو۔

3۔ محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو۔ مثلاً یہ حدیث کہ ''بینگن کھانا ہر مرض کی دوا ہے''۔

4۔ قرآن مجید یا حدیث متواتر اجماع قطعی کے خلاف ہو اور اس میں تاویل کی کچھ گنجائش نہ ہو۔ اس سلسلہ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مثال دیتے ہیں کہ حدیث ''دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے''۔ درست معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص بتا دے گا کہ قیامت کے آنے میں اس قدر دیر ہے۔ حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں۔

5۔ جس حدیث میں معمولی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو۔

6۔ معمولی کام پر بڑے انعام کا وعدہ ہو۔

7۔ وہ روایت رکیک المعنی ہو۔ مثلاً کدو کو بغیر ذبح کیے نہ کھاؤ۔

8۔ جو راوی کسی شخص سے ایسی روایت کرتا ہے کہ کسی اور نے نہیں کی اور یہ راوی اس شخص سے نہ ملا ہو۔

9۔ جو روایت ایسی ہو کہ تمام لوگوں کو اس سے واقف ہونے کی ضرورت ہو۔ بایں ہمہ ایک راوی کے سوا کسی اور نے اس کی روایت نہ کی ہو۔

10۔ جس روایت میں ایسا قابل اعتناء بیان واقعہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر وقوع میں آتا ہے تو سینکڑوں آدمی اس کو روایت کرتے۔ باوجود اس کے صرف ایک ہی راوی نے اس کی روایت کی ہو۔

11۔ وہ حدیثیں جو طبیبوں کے کلام سے مشابہ ہیں مثلاً یہ کہ ''ہریسہ کے کھانے سے قوت آتی ہے'' یا یہ کہ ''مسلمان شیریں ہوتا ہے اور

شیرینی پسند کرتا ہے''۔

12۔ وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہیں۔مثلاً ''عوج بن عنق کا قد تین ہزار گز کا تھا''۔(13)

اسناد اور متن کی تصدیق اور درستی کی جانچ پڑتال کے لیے اس طرح کے جامع اصول دنیا کے کسی بھی زبان وادب میں اور کسی بھی قوم میں نظر نہیں آتے۔محدثین کرام نے ہر طرح کا جانی، مالی نقصان برداشت کیا مگر ان اصولوں کی خلاف ورزی نہ کی اور تحقیق کا نہایت اعلیٰ معیار قائم کیا۔روایت (اسناد کی تصدیق) اور درایت (متن کی صحت کی عقل وفکر کی کسوٹی پر جانچ پڑتال) کے یہ اصول سماجی علوم اور زبان و ادب میں بھی تحقیق وتنقید کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔تصوف میں بھی تحقیق وتنقید کے لیے یہ اصول استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

**بعض کتبِ تصوف میں موجود متنی اغلاط:** ۔تصوف کے مخالفین کی تصوف کی کتب میں دست درازیوں کے علاوہ تصوف کے حامی، غیر محتاط رویہ اختیار کرنے والے، دوستوں کی وجہ سے بھی صوفیانہ ادب اور صوفیانہ تحریک کو ہر دور میں بہت نقصان پہنچا ہے۔ایسا اب بھی ہو رہا ہے۔تصوف دوست حضرات کے بے احتیاطی اور غیر ذمہ دارانہ اندازِ تحریر کی وجہ سے بھی لوگ تصوف سے دور ہٹ رہے ہیں۔

میرے پیشِ نظر خواجہ شمس الدین عظیمی کی کتاب 'ذات کا عرفان' ہے۔یہ کتاب مکتبۂ عظیمیہ لاہور سے 2003ء میں شائع ہوئی۔ صوفیانہ ادب میں خواجہ شمس الدین عظیمی اور ان کے رفقاء کی گراں قدر خدمات محتاجِ بیان نہیں۔ان کے افکار بھی نہایت اعلیٰ، راست اور قابلِ تعریف ہیں۔ان کی اس تحریر میں قرآنی آیات، احادیث اور روایات بغیر حوالہ جات کے دی گئی ہیں۔اکثر مقامات پر اعراب بھی نہیں دیئے گئے۔متنی اغلاط بھی نظر آتی ہیں۔مثلاً

1۔ صفحہ نمبر 27 پر قرآنی آیت ''اللّٰــــہ نــور السمٰـوات والارض'' بغیر اعراب، حوالہ اور ترجمہ کے دی گئی ہے۔اس میں لفظ السمٰوات بھی غلط (السمٰوٰت) درج کیا گیا ہے۔

2۔ صفحہ نمبر 34 پر ہے:

''۔۔۔۔۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔۔۔۔۔''

''ایک دن دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی''

اس حدیث کا عربی متن اور حوالہ نہیں دیا گیا۔

3۔ صفحہ نمبر 47 پر دیا گیا قرآنی آیت کا ترجمہ ملاحظہ کریں:

''اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کے لیے خرچ نہیں کرتے، ان کے لئے عذاب الیم کی بشارت ہے''۔(قرآن)

مندرجہ بالا آیات کا عربی متن اور حوالہ نہیں دیا گیا۔

4۔ صفحہ نمبر 56 پر دیا گیا فارسی شعر بھی درست نہیں۔اس کا حوالہ اور ترجمہ بھی نہیں دیا گیا۔شعر ملاحظہ کریں۔

برمزارِ ماغریباں نے چراغ نے گلے　　　نے پر پروانہ سوزو نے صدائے بلبلے

درست شعر اس طرح سے ہے ۔

برمزارِ ماغریباں نے چراغے نے گُلے　　　نے پرِ پروانہ سوزد نے صدائے بُلبلے

5۔ صفحہ نمبر 73 پر دی گئی آیت کا متن درست نہیں۔نہ تو اعراب دیئے گئے ہیں اور نہ ہی ترجمہ۔اس کا حوالہ بھی نہیں دیا گیا۔کتاب میں دی گئی آیت کا متن ملاحظہ کریں۔خط کشیدہ الفاظ درست نہیں ہیں۔

**والراسخون فی العلم یقولون آمنا بہ هم من عند ربنا o**

درست آیت، اس کا ترجمہ اور حوالہ یہ ہے:

**وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عند ربنا o** العمران [3:7]

اور علم میں کامل پختگی رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، ساری (کتاب) ہمارے رب کی طرف سے اتری ہے، اور

نصیحت صرف اہلِ دانش کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا نوعیت کی متنی اغلاط تمام کتاب میں موجود ہیں۔ اکثر کتب میں اس طرح کی اغلاط نظر آتی ہیں۔ اس ضمن میں ایک اور مثال ملاحظہ کریں۔ کتاب ''عشقِ پنجتن'' محمد عمران یوسفی تاجی کی تالیف وتصنیف ہے۔ یہ 26 محرم الحرام 1430ھ کو کراچی سے شائع کی گئی۔ کتاب کا موضوع، اس کا نفسِ مضمون، کتابت، طباعت نہایت اعلیٰ، معیاری اور دلکش ہے۔ اس میں بھی زیادہ تر قرآنی آیات، احادیث، روایات وواقعات کے حوالہ جات نہیں گئے۔ آیات واحادیث کے صرف تراجم دیئے گئے ہیں۔ بعض آیات واحادیث کے ساتھ نامکمل حوالے دیئے گئے ہیں۔ مثلاً

1۔ صفحہ نمبر 19 پر ایک قرآنی آیت کا ترجمہ بغیر اصل متن (عربی عبارت) کے دیا گیا ہے اور سورۂ مقدسہ کا نام بھی غلط دیا گیا ہے۔ ترجمہ اور حوالہ یوں دیا گیا ہے:

''آپ فرماؤ میں اس پر تم سے اُجرت نہیں مانگتا مگر اہلِ بیتؑ کی محبت'' (14)

سورۂ مقدسہ کا درست نام ''شوریٰ'' ہے۔

2۔ صفحہ نمبر 25 پر بغیر عربی متن اور حوالہ کے درج ذیل حدیث لکھی ہوئی ہے:

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اہلِ بیتؑ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جو اس محبت پر انتقال ہوا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا''۔

3۔ اس کتاب میں قریباً تمام حکایات اور واقعات بغیر حوالہ کے دیئے گئے ہیں۔ مثلاً صفحہ نمبر 119 پر ''امام حسنؓ کا صبر'' کے عنوان سے درج ذیل حکایت درج ہے:

''ایک حکایت میں ہے کہ حضرت امام حسنؓ کوفہ میں اپنے مکان کی دہلیز پر تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی آپؓ کے پاس آیا اور آپؓ کو اور آپ کے ماں باپ کو گالیاں بکنے لگا۔ آپؓ اُٹھے اور فرمایا اے اعرابی! تجھے بھوک لگی ہے یا پیاس یا کوئی اور مصیبت تجھے لاحق ہے مجھے بتا تاکہ میں تیری امداد کروں حالانکہ وہ دیہاتی مسلسل آپ کو اور آپ کے والدین کو ایسا ویسا کہے جارہا تھا۔ حضرت حسنؓ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ درہموں کی ایک تھیلی لاکر اس کو دے دو۔ غلام نے حکم کی تعمیل کی تو حضرت حسنؓ نے فرمایا اے اعرابی! معاف کرنا۔ میرے گھر میں اس کے علاوہ کچھ موجود نہ تھا۔ ورنہ میں تمہیں دینے سے دریغ نہ کرتا۔ جب اس دیہاتی نے آپؓ کی یہ بات سنی بے اختیار پکار اُٹھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؓ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صاحبزادے ہیں۔ اور میں تو آپ کے صبر کا امتحان لے رہا تھا''۔

محترم محمد عمران یوسف تاجی نے مندرجہ بالا حکایت کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ بندۂ عاجز کی تحقیق کے مطابق یہ حکایت ارمغانِ موہوب ترجمہ کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 114 پر درج ہے۔ کسی تصنیف وتالیف کو مستند اور قابلِ اعتماد بنانے کے لیے ضروری حوالہ جات ضروری دینے چاہئیں۔ علمی دیانت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جن کتب ورسائل اور مآخذات سے استفادہ کیا جائے ان کا حوالہ ضرور دیا جائے۔

**معیاری ومستند کتبِ تصوف:۔** تصوف کی چند ایک کتب ایسی بھی نظر آتی ہیں جن میں تحقیق وتنقید، تصنیف وتالیف اور ترجمہ کے تمام اصول وضابطہ کی کافی حد تک پابندی کی گئی ہے اور اعلیٰ ادبی معیار کی کتب تصنیف کی گئی ہیں۔ عقلِ بیدار تصنیف سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ وشرح از فقیر عبدالحمید سروری قادری کلاچوی، عرفان (حصہ اول) اور عرفان (حصہ دوم) تصانیف حضرت قبلہ فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، سردلبراں تصنیف حضرت شاہ سیّد محمد ذوقی رحمۃ اللہ علیہ میں حقِ تصنیف وتالیف اور حقِ تحقیق وتنقید احسن طور پر ادا کیا گیا ہے۔ حوالہ وحواشی دیئے گئے ہیں۔ قرآن آیات واحادیث کے عربی متون اور تراجم دیئے گئے ہیں۔ فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے اور شعراء کے نام بھی ساتھ ہی دیئے گئے ہیں۔ الحاج بشیر احمد ناظم نے کشف المحجوب کے ترجمہ میں بہت احتیاط سے کام لیا ہے۔ مترجم نے ترجمہ کرنے سے پہلے قوت القلوب، کتاب اللمع، طبقات الصوفیہ، التعرف، رسالہ قشیریہ، تذکرۃ الاولیاء اور نفحات الانس کا بغور مطالعہ کیا۔ اس کے بعد کشف المحجوب کے پانچ عدد متون کا تنقیدی وتقابلی جائزہ لے کر ان میں پائی جانے والی اغلاط کی نشاندہی کی

اور درست متن اخذ کیا۔ اسی طرح انہوں نے کشف المحجوب کے انگریزی، پنجابی، اردو تراجم کا تقابل و موازنہ کیا، ان کے محاسن و معائب سے آگاہ ہوئے اور صحیح متن کے تعین کے بعد ترجمہ کیا۔

**حکومتی سطح پر علمِ تصوف کی تعلیم و ترویج کے تقاضے:**۔ مندرجہ بالا معروضات کا حاصل یہ ہے کہ صوفیانہ ادب کی حفاظت، تطہیر اور ترویج کے لیے تصوف، ملفوظات، مکتوبات، تعلیمات، توضیحات پر مبنی کتب کے ترجمہ و تشریح کے وقت نہایت ضروری ہے کہ تحقیق و تنقید اور ترجمہ کے اصول مدنظر رکھے جائیں اور ان کی سختی سے پابندی کی جائے۔ ایم اے۔ ایم فل، پی ایچ ڈی کی سطح پر اسلامیات، نفسیات، اقبالیات و دیگر سماجی علوم (Social Siences) کے تحقیقی مقالہ جات لکھنے کے لیے تحقیق و تنقید اور ترجمہ کے اصولوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے بعد پی۔ ایچ۔ ڈی سکالرز کی نگرانی میں ریسرچ سکالرز تحقیق کے مراحل طے کرتے ہوئے مقالے تحریر کرتے ہیں جن میں ایک ضابطہ کے تحت حوالے و حواشی اور تعلیقات (توضیحات) دی جاتی ہیں۔ آخر پر اشاریہ بھی دیا جاتا ہے اور کتابیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ شعبہ تصوف میں بھی تحقیق و تنقید، تالیف و تصحیح اور تصنیف و تالیف کے لیے یہی تحقیقی و تنقیدی اسلوب اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کی تعلیم کے لیے کئی مستند کتابیں بھی موجود ہیں۔ افادۂ عام کے لیے جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

تدوین و تحقیق روایت از ڈاکٹر رشید حسن خان، اصولِ تحقیق و ترتیب متن از ڈاکٹر خلیق انجم، اصول تحقیق و ترتیب متن از ڈاکٹر تنویر علوی، تدوینِ متن کے مسائل (مجموعہ مقالات) مرتبہ ڈاکٹر عابد رضا بیدار، متنی تحقیق از ڈاکٹر خلیق انجم۔

ہمارے خانقاہی نظام میں خانقاہوں کے ساتھ مساجد اور مدرسے بھی مسلک رہے۔ صوفیہ نے روحانی تعلیم، فقہی تعلیم اور عبادت کو یکساں اہمیت دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی صوفیہ نے تصوف کی تعلیم و تربیت کے لیے تصنیف و تالیف اور ترجمہ کے کام بھی جاری رکھے اور اپنے دروس میں قرآن و حدیث کی روشنی اور سائے میں تصوف کی تعلیم بھی دیتے رہے ہیں۔ مخلصین کا یہ گروہ ہر دور میں موجود رہا ہے اور آج بھی موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس گروہ میں تنظیم پیدا کی جائے اور ام العلوم (تصوف) کی تعلیم کے لیے عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق کوششیں کی جائیں۔

عزیزانِ من! اسلام اور اسلامی تصوف کا جسم و جان کا سا رشتہ ہے۔ دین اسلام کی اشاعت میں صوفیائے کرام نے فکری و عملی لحاظ سے نہایت نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ جب تک اس رشتے کو اہمیت دی جاتی رہی، اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہے اور افراد و معاشرہ کی روحانی و اخلاقی تربیت ہوتی رہی۔ جب اہل اسلام نے دین سے دوری اختیار کی تو تصوف بھی ان کی نظروں میں اہم نہ رہا۔ مادی ترقی کے جذبہ سے مغلوب ہو کر مسلمانوں نے دین و دینی تعلیمات کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا۔ دین کو صرف فلسفۂ ثواب و گناہ کی شکل میں اہمیت دینا شروع کر دی۔ روحِ دین کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا۔ سکول و کالج و یونیورسٹی کی سطح پر سائنسی و فنی تعلیم کو خصوصی اہمیت دی جانے لگی۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، کمپیوٹر سائنس، نفسیات اور میڈیکل سائنس وغیرہ کی تعلیم کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے کیونکہ یہ علوم مادی ترقی اور اعلیٰ سماجی مناصب و مقامات حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔ دوسری طرف اسلامیات، اردو زبان و ادب، تصوف و دیگر سماجی علوم (عمرانیات، سیاسیات، وغیرہ) کو اس قدر اہمیت نہیں دی جاتی کیونکہ ان کی تعلیم حاصل کر کے حصولِ روزگار میں نہایت دشواریاں پیش آتی ہیں۔

ہمارا دین چاہتا ہے کہ ہم روحانی، اخلاقی، مادی، سماجی، نفسیاتی، معاشی غرضیکہ ہر لحاظ سے متوازن ترقی کریں۔ ہمیں دنیوی علوم کے ساتھ دینی و روحانی علوم میں بھی بھرپور دلچسپی لینی چاہیے۔

اس ضمن میں حکومتِ پاکستان کو چاہیے کہ جس طرح سکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر اسلامیات، اردو اور اقبالیات کی بنیادی سطح سے لے کر پی ایچ ڈی کی سطح تک تعلیم دی جاتی ہے، اسی طرح علمِ تصوف کی بھی تعلیم دی جائے۔ کئی یونیورسٹیوں میں شعبۂ اردو کے تحت یا الگ سے شعبہ اقبالیات کے تحت 'اقبالیات' کی ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تعلیم دی جا رہی ہے۔ ایم فل اقبالیات اور پی ایچ ڈی اقبالیات کی تعلیم کو ایم فل اردو اور پی ایچ ڈی اردو کے مساوی حیثیت حاصل ہے۔ اس طرح اعلیٰ سطح پر فکرِ اقبال پر تحقیق و تنقید اور اس کی تبلیغ و

اشاعت کا سلسلہ جاری ہے جس سے افراد و معاشرہ کی تعلیم و تربیت میں بہت زیادہ مدد مل رہی ہے اور تعلیم یافتہ افراد ہائر ایجوکیشن کمیشن سے منظور شدہ ڈگری حاصل کر کے مناسب روزگار بھی حاصل کر رہے ہیں۔

''اقبالیات'' کی طرح سکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر 'اسلامی تصوف' کی تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔ اس سے افرادِ معاشرہ کی تربیت میں مدد ملے گی۔ جعلی پیروں، فقیروں کا قلع قمع ہوگا۔ لوگ مادی ترقی کے ساتھ روحانی تعلیم و تربیت اور ترقی بھی حاصل کریں گے۔

تصوف ایک سائنسی علم ہے۔ نفسیات میں صرف ذہن اور ذہنی اعمال کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ نفسیات اس بات کی وضاحت نہیں کر سکی کہ خیالات کیسے پیدا ہوتے ہیں؟ خیالات کے اصل مآخذات کیا ہیں؟ قلب، نفس، روح اور ذہن کی اصل ماہیت کیا ہے اور ان کا باہمی، فکری ربط و ضبط کس طرح کا ہے؟

نفسیات ایک اُدھورا علم ہے۔ اس میں اعلیٰ کردار کی وضاحت نہیں ملتی۔ اس کے مقابلے میں تصوف، مکمل اور جامع علمِ نفسیات ہے۔ اگر حکومت نفسیات کی طرح 'تصوف' کے علم کی ترویج کا اہتمام کرے اور ماہرین نفسیات کی طرح 'تصوف' کی ایم ایس سی تصوف، ایم فل تصوف اور پی ایچ ڈی تصوف کی سطح پر تعلیم کا اہتمام کر کے، کوالیفائیڈ خواتین و حضرات کو لوگوں کے نفسیاتی و روحانی امراض کے علاج کے لیے کلینک کھولنے اور پریکٹس کرنے کی اجازت دے تو لوگ اس کی تعلیم میں بھرپور دلچسپی لیں گے اور ماہرینِ نفسیات سے بڑھ کر سماجی خدمات سرانجام دیں گے۔

دنیا کے اکثر ترقی یافتہ ممالک اس حقیقت کا ادراک کر چکے ہیں کہ 'نفسیات' اپنے ''طریق کار'' سے اب تک مذہبی تجربہ کو بطور ایک ذریعہ علم ثابت کرنے میں ناکام رہی ہے۔ کئی مغربی یونیورسٹیوں میں روحانی تعلیم (تصوف) کو تجربہ و تحقیق سے جدید علوم مثلاً فکری طبیعات، ادب، آرٹ، حیاتیات، تقابلِ مذاہب وغیرہ کی روشنی میں سمجھنے کے لیے ایک نئی نفسیات کے شعبہ کی بنیاد رکھی گئی ہے جسے ''عمیق نفسیات'' کا نام دیا گیا ہے۔

پاکستان کی یونیورسٹیز کو بھی چاہیے کہ قیمتی علمی اثاثہ ''اسلامی تصوف'' پر تحقیق کے لیے اور اس کی جدید سائنسی بنیادوں پر تعلیم کے لیے شعبہ ''اسلامی تصوف اور روحانی علوم'' قائم کریں۔ اقبالیات کی ترویج کے لیے قائم اداروں، بزمِ اقبال اور اقبال اکیڈمی کی طرح 'بزمِ صوفیہ'' مشائخ اکیڈمی'، 'صوفی اکیڈمی' کے ناموں سے ادارے قائم کر کے تصوف کے شعبہ میں تحقیق، تعلیم اور ترویج کے کاموں کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

جس طرح مدرسوں میں رائج ''درسِ نظامی'' کی تعلیم کو حکومتی سطح پر تسلیم کیا گیا ہے اسی طرح ''اسلامی تصوف'' کی ضرورت و اہمیت کو بھی تسلیم کر کے ان کی تعلیم کا اہتمام ہونا چاہیے کیونکہ ''تصوف'' کی تعلیم سے مدرسہ اور سکول و کالج کی تعلیم کے خلاء کو پر کیا جا سکے گا۔ اس طرح دینی و دنیوی تعلیم کے ساتھ روحانی تعلیم و تربیت کے اہتمام سے صحت مند معاشرہ جنم لے گا۔ فرقہ واریت، دہشت گردی اور تعصب سے نجات ملے گی اور لوگ مادی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقی، روحانی اور ذہنی ترقی بھی کریں گے۔

تمام صوفیائے کرام کتابوں، مکتوبات، ملفوظات اور خطباتِ روحانی سے، تصوف کی تعلیم دیتے رہے ہیں اور تربیت کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے ہیں۔

پاکستان کی بعض یونیورسٹیز میں ایم اے اسلامیات کے کورس میں 'اسلامی اخلاق و تصوف' کا مضمون شامل ہے۔ اسی طرح ایم ایس سی نفسیات کے سلیبس میں بھی اسلامی تعلیمات کے حوالے سے انسانی شخصیت کا مطالعہ کرنے کے لیے ایک مضمون شامل کیا گیا ہے۔ تصوف میں 'کامل انسان' کا واضح تصور دیا گیا ہے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت کا نظام پیش کیا گیا ہے جس پر عمل کر کے مثالی شخصیات سامنے آئی ہیں جنہوں نے اسلام کی تبلیغ و ترویج اور خدمتِ خلق کی شاندار مثالیں قائم کی ہیں۔

تصوف، مذہب کی سائنسی شکل ہے۔ یہ عصر حاضر کے انسان، خصوصاً مسلمان کی فوری ضرورت ہے۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر علامہ اقبالؒ نے سات خطبات تحریر کیے جن میں سے پہلے دو خطبات ''علم اور مذہبی مشاہدات'' اور ''مذہبی مشاہدات کا فلسفیانہ معیار'' اسلامی

تصوف کے نفسِ مضمون کی ضرورت واہمیت کو واضح کرتے ہیں۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے فرزند ڈاکٹر جسٹس (ر) جاوید اقبال اپنی کتاب ''خطباتِ اقبال...... تسہیل وتفہیم'' کے صفحہ نمبر 54 پر لکھتے ہیں:

''اسلامی تمدن کے عروج کے زمانے میں جب ہم ''روشن خیال'' تھے مگر یورپ ''تاریک ادوار'' سے گزر رہا تھا، تو ہمارے روایتی مدرسوں ہی سے کندی، فارابی، ابن سینا، ابن رشد، غزالی، ابن العربی، ابن خلدون، البیرونی جیسی سیکڑوں نادر ہستیاں نکلیں اور دیگر علوم کے علاوہ بقول اقبال مسلمان جدید سائنس کے موجد قرار پائے۔ یعنی ہمارے یہی مدرسے علوم کے مراکز تھے اور ہماری ہی نقل کرتے ہوئے یورپ کے کلیسا یا خانقاہوں نے تعلیمی مراکز کی صورت اختیار کی اور بالآخر جدید یونیورسٹیاں بنیں۔ ہمارے صوفیائے کرام اپنی خانقاہوں یا ''تکیوں'' میں عرفاء کی ایسی مجالس منعقد کرتے جو بذریعہ ذکر وفکر اپنے مریدوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کرتے اور انہیں اس قابل بناتے کہ مذہبی تجربے سے گزر کر حقیقت مطلقہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔ لیکن آج نہ تو مدرسوں سے ایسی توقع رکھی جا سکتی ہے نہ ایسے عرفاء مل سکتے ہیں جو نئی نسل کے مسلم مریدوں کو بقول اقبال مرشدوں کی حیثیت سے اس علم سے روشناس کرا سکیں۔ ایسا اب ممکن نہیں۔ مگر ایسا عین ممکن ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں میں نفسیات یا نفسیاتی تجزیہ کے شعبے کے تحت ایک مستقل شعبہ تحقیق مذہبی یا روحانی تجربہ کے نام پر قائم کیا جائے جو اس مسئلہ کی مختلف جہتوں کا جائزہ لے......

مندرجہ بالا معروضات کے پیشِ نظر صدرِ پاکستان، وزیرِ اعظم پاکستان، وزیرِ تعلیم، وفاقی وزیرِ تعلیم، وزیرِ اعلیٰ، صوبائی وزیرِ تعلیم، چیئرمین ہائر ایجوکیشن، یونیورسٹیز کے وائس چانسلرز سے درخواست ہے کہ وہ 'تصوف اور روحانی علوم' کی تعلیم کے لیے سکول، کالج اور یونیورسٹیز کی سطح پر مڈل تا پی ایچ ڈی کے لیول پر تعلیم کے لیے اپنے منصب اور اختیارات بروئے کار لاتے ہوئے ضروری اقدامات فرمائیں۔

بندہ عاجز نے برسوں کی تحقیق کے بعد مختلف کلاسز میں تصوف اور روحانی علوم کی تحقیقی بنیادوں پر تعلیم کے لیے حکومت کی رجسٹر شدہ 'لرننگ اینڈ سکلز کونسل' اور منظور شدہ 'ایجوکیٹرز اینڈ لرنرز ویلفیئر آرگنائزیشن' کے تحت کورس اور سلیبس وضع کر کے تعلیم کا آغاز کر دیا ہے۔ اُمید ہے کہ آپ کی سرپرستی سے حکومتی سطح پر اس نظامِ تعلیم وتربیت کو پذیرائی حاصل ہوگی اور حکومتی سطح پر تصوف اور روحانی علوم پر تحقیق اور تعلیمی اداروں میں ان کی تعلیم کا آغاز کر دیا جائے گا۔

**حاصل کلام:** ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ:

1۔ عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق سائنسی علوم کی طرح تجرباتی ومشاہداتی اسلوب اختیار کرتے ہوئے تصوف کی بھی تعلیم دی جائے۔ مغرب میں سائنسی بنیادوں پر سپر چوالزم پر تحقیق وتنقید کی جا رہی ہے اور اسے سائنسی بنیادوں پر ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اہلِ مغرب کے سائنسی طرزِ فکر اور مشاہداتی وتجرباتی اسلوب کی وجہ سے لوگ سپر چوالزم کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ نوجوان یوگا، ہپناٹزم، ریکی، این ایل پی تکنیکس ودیگر روحانی علوم سیکھ رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بھی سائنسی طریقہ کار، سائنسی اسلوب اور طرزِ بیان اختیار کرتے ہوئے اسلامی تصوف کے روحانی، تجرباتی ومشاہداتی پہلو اجاگر کریں اور اسلامی سپر چوالزم (تصوف) کی عجمی وغربی سپر چوالزم پر برتری ثابت کریں۔

2۔ تصوف کی بعض کتب کے ترجمہ واصل متن میں مخالفِ تصوف عناصر نے ایک سازش کے تحت غیر اسلامی نظریات اور مواد شامل کر دیا ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ایسی کتب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لے کر انہیں غیر اسلامی نظریات اور تحریفات سے پاک کیا جائے۔

3۔ تصوف کے مطالعہ، حفاظت اور ترویج کے لیے تحقیقی وتنقیدی شعور کے استعمال کی تربیت دی جائے تا کہ آنے والی نسلیں اس قیمتی علمی و روحانی ورثہ کو تحریف سے محفوظ رکھ سکیں۔

4۔ سرکاری سطح پر تصوف کی تعلیم، اس پر تحقیق اور اس کی ترویج کا اہتمام کیا جائے اور فارغ التحصیل سٹوڈنٹس کو اسلامیات اور نفسیات کے معلمین، لیکچررز اور پروفیسرز کی طرح سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں روزگار مہیا کیا جائے۔ ''نفسیاتی علاج کے ماہر علومِ روحانی'' کو ماہرینِ نفسیات کی طرح قانونی طور پر پریکٹس کی اجازت دی جائے۔ تا کہ تعلیم وتربیت کے ساتھ روزگار بھی فراہم ہوتا رہے۔ اس طرح ماہرینِ فن یکسوئی کے ساتھ تصوف کی ترویج اور خدمتِ خلق کے فرائض سرانجام دے سکیں گے۔

5۔ ہم سب کو درست صوفیانہ طرزِ فکر اور طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ انسان کی زندگی کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے اپنے روحانی تعلق کو سمجھنا اور اسے مضبوط بنانا ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد یہی ہے اور اسے ہی بندگی قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ○ الذاریات[51:56]

اور میں نے جنّات اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں ؎

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

سورۃ ملک میں یہ حقیقت اس طرح بیان کی گئی ہے:

نِالَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ○ ملک[67:02]

جس نے موت اور زندگی کو (اِس لیے) پیدا فرمایا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے، اور وہ غالب ہے بڑا بخشنے والا ہے○

سورۃ العصر میں ضابطہ حیات یوں بیان ہُوا:

وَالْعَصْرِ○اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ○اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ○ العصر[103:1-3]

زمانہ / نمازِ عصر / وقتِ عصر / زمانۂ بعثتِ مصطفیٰ (ﷺ) کی قسم ○ بے شک انسان خسارے میں ہے (کہ وہ عمرِ عزیز گنوا رہا ہے) ○ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اور (معاشرے میں) ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور (تبلیغِ حق کے نتیجے میں پیش آمدہ مصائب و آلام میں) باہم صبر کی تاکید کرتے رہے ○

سورۃ العصر میں ارشاد ہُوا ہے کہ اگر کوئی انسان درج ذیل اصول و ضوابط کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے تو خسارے میں نہیں ہے:

1- ایمان لاتا ہے۔
2- نیک کام کرتا ہے۔
3- دوسروں کو بھی پیغامِ حق پہنچاتا ہے اور اس سلسلہ میں تمام مشکلات کا صبر سے سامنا کرتا ہے۔
4- دوسروں کو بھی حق گوئی، بے باکی، صبر اور عملِ پیہم کی تلقین کرتا ہے۔

گویا انسان کی زندگی کا مقصد اس وقت پورا ہوتا ہے جب انسان

1- اپنی حقیقت، حیثیت، مقام اور مرتبہ کو پہچان لے۔ یعنی معرفتِ نفس حاصل کرے۔
2- اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے اپنے روحانی تعلق کو سمجھ کر اسے مضبوط کرے۔ یعنی اخلاقِ حسنہ سے متصف ہو کر اپنی شخصیت کی تکمیل کرے۔
3- مخلوقِ خدا کی خدمت سرانجام دے۔ انہیں حق پرستی کی تلقین کرے۔

تاریخِ انسانی اور خصوصاً تاریخِ اسلامی کے مطالعہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ جن لوگوں نے زندگی کا حقیقی مقصد سمجھا اور اس کے حصول کے لیے دل و جان سے کوشش کی، مقامِ ولایت پر فائز ہوئے انہوں نے نہ صرف خود فلاح پائی بلکہ ہزاروں، لاکھوں دیگر انسانوں کو بھی راہِ حق پر چلایا اور واصل حق کیا۔ ان اصحاب نے دل و جان سے، نہایت صدق و خلوص سے اسلامی تعلیمات کو سمجھا اور ان پر عمل کیا۔ بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئے، نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے مخلوقِ خدا کی خدمت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور اطاعت و بندگی کے اعلیٰ نشان قائم کر گئے۔ تمام صوفیہ کرام اور اولیائے عظام شریعت اسلامیہ کی مکمل پیروی کی وجہ سے ہی ان اعلیٰ مقامات پر فائز ہوئے۔ یہی قانونِ فطرت ہے۔ کوئی بھی خلوص دل سے شریعت

اسلامیہ کی پیروی کے بغیر مقصدِ حیات کو نہیں پا سکتا۔ وہ لوگ جاہل، سرکش اور دین کے باغی ہیں جو نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی نہیں کرتے، اولیاء اللہ کے راستے پر صدق اور خلوص سے گامزن نہیں ہوتے اور صوفی، درویش اور بزرگ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اولیاء اللہ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

**حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اہلِ تصوف کی تین اقسام:**۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں اہلِ تصوف کی تین اقسام بیان فرماتے ہیں:

1- **صوفی** جو شریعتِ مطہرہ پر عمل کر کے واصلِ حق ہو جاتا ہے۔
2- **متصوف** جو صوفیا کی حقیقی طور پر پیروی کی کوشش کرتا ہے اور ذاتِ حق میں فنا کی تمنا رکھتا ہے۔
3- **مُستصوف** جو صوفی کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہوتا، مال و دولت، جاہ و حشمت اور حفظِ دنیا کے لیے صوفی بننے کا ڈھونگ رچاتا ہے اور اس طرح اپنے آپ کو اور دیگر افراد کو بھی دھوکا دیتا ہے۔ صوفیا کے نزدیک ایسا شخص ایک مکھی جیسا ہے اور عوام کے نزدیک وہ بھیڑیے کی طرح ہے۔(15)

یہ بات نہایت افسوس کے قابل ہے کہ آج کل 'صوفی' کہیں نظر نہیں آتے۔ متصوف یعنی اس راہ پر صدق و خلوص سے چلنے والے بھی نظر نہیں آتے۔ ہر طرف جعلی پیر فقیر، عامل، بازاری پیر فقیر نظر آتے ہیں جو خود بھی گمراہ ہیں اور مخلوقِ خدا کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ ہمارے مسلمان بھائی اور بہنیں اس قدر سادہ لوح ہیں کہ جس کسی کو سبز لباس پہنے دیکھتے ہیں، بزرگ مان لیتے ہیں۔ کسی خراب اور خستہ حال ملنگ کو دیکھتے ہیں تو اسے خدا رسیدہ سمجھ لیتے ہیں۔ تعویز دھاگے کرنے والے کاروباری عاملوں کو بزرگ سمجھ کر انہیں اولیاء کا مقام دیتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ جہالت ہے۔

**متصوفین کے لیے ضابطۂ عمل:**۔ حقیقی اسلامی تصوف کو سمجھنے کے لیے، صوفیا کی تعلیمات سے آگاہی کے لیے اور زندگی کا حقیقی مقصد حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں پر عمل ضروری ہے:

1- سب سے پہلے اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہی حاصل کریں اور ان پر عمل کریں۔
2- تمام عبادات اور معاملاتِ زندگی اسوۂ حسنہ کے مطابق سرانجام دیں۔
3- نماز پنجگانہ پابندی سے ادا کریں اور ہر نماز بہتر سے بہتر طریقے سے ادا کرنے کی کوشش کریں۔
4- غیر شرعی رسومات سے قطعی گریز کریں۔ کافروں کا سا حلیہ اور طور طریقے اختیار نہ کریں۔
5- کسی پیرِ کامل کی بیعت کریں اور ان کی رہنمائی میں روحانی تعلیم حاصل کریں۔
6- کشف المحجوب اور دیگر مستند کتبِ تصوف (عرفان، نورِ عرفان، نور الہدیٰ، عین الفقر، عوارف المعارف، مکتوبات امام ربّانی، وغیرہم) کا مطالعہ کریں اور اولیاء کی تعلیمات پر خلوص سے عمل کریں۔
7- اللہ تعالیٰ کا ذکر باقاعدگی سے کریں۔ روزانہ نبی کریم ﷺ کے حضور زیادہ سے زیادہ درود و سلام کا نذرانہ پیش کریں۔
8- حقوق العباد اچھے طریقے سے ادا کریں۔ کسی کی حق تلفی نہ کریں۔
9- مخلوقِ خدا کو راحت پہنچانے کے لیے ممکن حد تک بھرپور انداز سے کوشش کریں۔ تعلیم عام کریں، لنگر جاری کریں، لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولت مہیا کریں۔
10- اپنے اخلاق بہتر بنائیں۔ اخلاقِ حسنہ سے متصف ہوں اور اخلاقِ رذیلہ سے چھٹکارا پائیں۔
11- محفل ہو یا تنہائی ہر حال میں عجز و انکساری اختیار کریں۔ انسان کے تمام ظاہری و باطنی معاملات کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ہر حال میں اس کی بندگی بجالائیں۔ اسی سے محبت، عقیدت، ادب و احترام کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر بنائیں۔
12- رزقِ حلال کمائیں۔ رزقِ حرام سے بچیں۔ یاد رکھیں کہ رزقِ حلال کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

13- صوفیہ کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے باہمی رواداری کا مظاہرہ کریں۔ ہر ایک سے محبت سے پیش آئیں۔ باہمی اخوت اور اتفاق و اتحاد کی فضا قائم کریں اور ملک وقوم کی ترقی کے لیے علمی و عملی سطح پر فعال کردار ادا کریں۔

14- ہمارے تمام مسائل کی وجہ لادینیت ہے۔ یہ وہی دین ہے جس کی خاطر انبیاء کرام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اولیائے امت اور صوفیائے کرام نے قربانیاں دیں۔ اس دین کی خاطر سید الشہداء امام حسین علیہ السلام اور آپ کے جانثاروں نے میدانِ کربلا میں اپنی جان کے نذرانے پیش کئے۔ اسی دین کی خاطر ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں نے جانوں کے نذرانے پیش کئے اور پاکستان حاصل کیا۔ کیا ہم پر فرض نہیں کہ ہم بھی اپنے اس پیارے دین کی خاطر حتی المقدور جدوجہد کریں اور ہر طرف امن وسلامتی کی فضاء قائم کریں؟ یقیناً یہ ہم سب کا فرض ہے کہ دین اسلام کی خدمت سرانجام دیں اور سلامتی وامن کے حصول کے لیے بھرپور جدوجہد کریں۔

15- دین اسلام چاہتا ہے کہ ہم مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی اور اخلاقی ترقی بھی کریں۔ اسلام میں دین اور دنیا کی تقسیم نہیں۔ مسلمان دنیا کے تمام کام دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق سرانجام دیتا ہے۔ وہ دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھتا ہے۔ اس کی آرزو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس کی جستجو مدینہ ہے۔ وہ رزقِ حلال کماتا، کھاتا اور کھلاتا بھی ہے۔ وہ دوسروں پر بوجھ نہیں بنتا بلکہ دوسرے کے بوجھ بھی اٹھاتا ہے۔ اس لیے خوددار انسان بنیں، علم حاصل کریں، علم پر عمل کریں۔ رزقِ حلال کمائیں اور مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی اور اخلاقی ترقی بھی کریں۔

16- ہر وقت اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رکھیں۔ ہر وقت ذکرِ قلبی میں مصروف رہیں۔ زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھیں۔

17- اولیاء اللہ کے مزارات مراکزِ فیض ہیں۔ وہاں نہایت ادب سے باوضو حاضر ہوں۔ وہاں شور شرابہ نہ کریں۔ ذکر وفکر میں مصروف رہیں۔ تلاوت قرآن حکیم کریں۔ نہایت عجز وانکساری سے دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مدارج مزید بلند فرمائے اور ان کے روحانی فیوض وبرکات سے آپ کو بھی مستفیض فرمائے۔

18- وہ لوگ جو نمازیں ادا نہیں کرتے، حقوق العباد ادا نہیں کرتے، رزقِ حلال نہیں کماتے، حرام سے گریز نہیں کرتے وہ گمراہ ہیں۔ وہ ہرگز اولیاء اللہ کے پیروکار نہیں ہیں۔ وہ شیطان کے پیروکار ہیں۔ انہیں کہیں سے بھی فیض حاصل نہیں ہوسکتا۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ صدق دل سے توبہ کریں، اسلامی تعلیمات پر صدق وخلوص سے عمل کریں۔ اس کے بعد توقع کریں کہ وہ صوفیہ سے اور ان کے مزارات سے فیض پائیں گے۔

# حوالہ جات وحواشی

01- صحیح بخاری
02- صحیح مسلم، حدیث نمبر 2564
03- تنویر بخاری، اسلامی اخلاق وتصوف، ص153
04- اسلامی تصوف۔۔۔، ص33
05- خواجہ عثمان ہارونی، خواجہ معین الدین چشتی ودیگران، راحت القلوب مشمولہ: ہشت بہشت، (لاہور: شبیر برادرز، ب ن، اگست 2006ء) ص63
06- صفی الرحمٰن مبارکپوری، الرحیق المختوم، ص630
07- اسلامی تصوف......ص63 تا64
08- ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ، اللمع فی التصوف، ص634
09- اسلامی تصوف......ص70 تا71
10- تحفہ اثناعشریہ فارسی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ
http://bunyadparast.blogspot.com/2011/11/blog-post_08.html
11- سلیمان ندوی، مولانا سید، شبلی نعمانی' سیرت النبیؐ جلد اول، ص46
12- سلیمان ندوی، مولانا سید، شبلی نعمانی' سیرت النبیؐ جلد اول، ص49
13- سلیمان ندوی، مولانا سید، شبلی نعمانی' سیرفت النبیؐ جلد اول، ص:49,48
14- پارہ25، آیت نمبر23، سورہ شوریٰ
15- علی ہجویری، معروف بہ داتا گنج بخش، ارمغانِ موہوب، مترجم: الحاج بشیر حسین ناظم، ص76